



جَامِعَةُ الْأَهْلِ التَّقْوَى لِلْهُوَمْ
کاترجمان

ذِرْالْتَّقْوَى

ماہنامہ
لَا هُوَ إِلَّا هُوَ

رجب المجب ۱۴۲۳ھ / فروری ۲۰۲۲ء

- غزوہ تبوک
- سیدنا امیر معاویہ عینہ
- قوی سامنحات میں مدارس کی خدمات
- ماہ رجب کے فضائل و مسائل
- بلاسود بیکاری

مرکز مسجد الہمال کے قریب تقریباً تین کنال کا پلاٹ حاصل کر لیا گیا ہے، جہاں و سچ و مریض بلڈنگ تعمیر کی جائے گی اور دارالقرآن و میکر شعبہ جات قائم کئے جائیں گے
احباب سے تعاون کی درخواست ہے



MIB

گلشن راہی برائج

اکاؤنٹ نامہ: ۱۵۹
برائج نامہ: ۱۰۰۱۸۲۰۶۶۰۰۰۱

DARUL TAQWA TRUST

ترجمان جامعہ دارالتقویٰ لاہور

ماہنامہ دارالتقویٰ لاہور

حضرت اقدس ذاکر مفتی عبدالواحد صاحب حبیث شبلہ

بد عما

شمارہ 7

رجب المربج ۱۴۲۳ھ / فروری 2022ء

جلد 11

مجالس مشاورت

- حضرت مولانا عثمان صاحب
- حضرت مولانا عامر شید صاحب
- حضرت مولانا جبل الرحمن صاحب

زیر پرستی

حضرت مولانا یوسف خان صاحب مظہلہ

مجالس ادارت

- مفتی محمد اسماعیل صاحب
- مولانا عبدالودود ربانی صاحب

مدیر

حضرت مولانا اولیس احمد صاحب مظہلہ

مدیر مسئول

مولانا عبدالودود ربانی صاحب

Email Address

Monthlydarultaqwa@gmail.com

اس رائے میں سرخ نہان
مدت خریداری کے ختم ہونے کی علامت ہے

خط و کتابت کا پتہ

دفتر ماہنامہ دارالتقویٰ جامعہ مسجد الہلال چوہری پارک لاہور

فون نمبر: 0344-4167581 04235967905

سالانہ رسائل کے اجراء کے لیے مذکورہ پرمنی آرڈر کریں

فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ بدل خرچ: ۵۰ روپے

طبع: بشرکت پرنٹنگ پرنسس

پینک اکاؤنٹ نمبر

1591001820660001

نائل اکاؤنٹ دارالتقویٰ ٹرست
ایم آئی بی (مسلم کرشل پینک)

مقام اشاعت

جامعہ مسجد الہلال
چوہری پارک لاہور

ماہنامہ دارالتحقیقی لاہور

فروری 2022ء

فہرست

حرف اولیں

- 5** مولانا عبدالودود ربانی صاحب قومی ساختات میں مدارس کی خدمات

درگی حدیث

- 9** مولانا عاشق الہی بلند شہری غزوہ تبوک۔ تین صحابہ کی سچی توبہ کا بیان

مقالات مضمونیں

- | | | |
|-----------|-----------------------------|---|
| 18 | مولانا عبدالودود ربانی صاحب | سیدنا امیر معاویہ بن اشحص |
| 22 | ڈاکٹر مفتی احمد خان | ماہ رجب اور اس کے فضائل و مسائل |
| 30 | مولانا مبین الرحمن | خواتین کے لئے چند احکام و آداب |
| 36 | عبدالمنعم فائز | بلا سود بیکاری۔ فقہاء کا بے مثال کارنامہ |
| 38 | عبداللہ عبد الرحیم | امتحان میں عمدہ کامیابی کے چند رہنمایا اصول |

سوائج

- 42** مولانا ناذ و اکفل صاحب سوانح حضرت حاجی عبدالوهاب صاحب

رپورٹ

- 48** مولانا عبدالودود ربانی صاحب فضلاء اجتماع کی تفصیلی رپورٹ

مضمون

- 52** بنت ایوب مریم پاچ سارے زندگی

تبصرہ کتب

- 54** مولانا عبدالودود ربانی صاحب سیدنا خالد بن ولید بن اشحص

مسائل

- 56** دارالافتاء والارشاد آپ کے مسائل کا حل

حرف او لیں

قومی سانحات میں مدارس کی خدمات

مدارسِ اسلامیہ اور دینی تعلیم گاہیں دراصل اس صفتے چبورے کی شاخیں ہیں جس کے باñی معلم کائنات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت تھی، جہاں کھجور کے چھپر تلے ثاث اور چٹائی پر پیٹھے عمر بن الشیعہ، علی بن الشیعہ، ابو ذر بن الشیعہ، ابو ہریرہ بن الشیعہ، عبد اللہ بن عباس بن الشیعہ اور عبد اللہ بن مسعود بن الشیعہ جیسے صاحب علم و فقہ تیار ہوئے تھے، مدارس صفتے کی مشعل کی وہی شمعیں ہیں جہاں سے چهار سو قال اللہ و قال الرسول کی روشنی پھیلتی ہے، جہاں پڑھنے والوں کے قلوب واذہاں میں شمعِ ایمانی کے چراغ روشن کئے جاتے ہیں، شرعی احکام و اقدار اور اسلامی روایات کی تعلیم دی جاتی ہے، اسلامی عقائد، امن پسندی اور انسان دوستی سکھائی جاتی ہے، بلا لحاظ رنگِ نسل اور مذہب کے انسانیت کی خدمت کا درس دیا جاتا ہے، مدارس اسلام کے شعائر اور دین کے حفاظتی قلعے ہیں، شاید تھی وجہ ہے کہ معاندین اسلام اور مخالفین دین کو یہ مدارس ایک آنکھ نہیں بھاتے، مدارس کی فلاج و ترقی، استحکام و خوشحالی ان کو ہضم نہیں ہوتی، جسکی بنا پر ہر دور میں اسلام کے ان مرکز کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور آج بھی بنایا جا رہا ہے کسی نہ کسی طرح مدارس کو یہ غمال بنا کر اسلام کے ان عظیم قلعوں کو ختم کرنے کی سازشیں ہر دور میں جاری رہی ہیں، لیکن الحمد للہ مدارس بلا خوف و خطر اسلام کی تبلیغ اور اشاعت دینِ حنف کا پرچم سنہجاء میدان میں جھے ہوئے ہیں، اور دین اسلام کے تحفظ و بقا کے لئے کوشش ہیں۔

دینی مدارس جہاں اسلام کے قلعے، ہدایت کے سرچشمے، دین کی پناہ گاہیں، اور اشاعت دین کا بہت بڑا ذریعہ ہیں، وہاں یہ دنیا کی سب سے بڑی حقیقی طور پر ”این جی او ز“ بھی ہیں، جو لاکھوں طلبہ و



طالبات کو بلا معاوضہ تعلیم کے زیر سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو رہائش و خوارک اور مفت طبی سہولت بھی فراہم کرتے ہیں۔ ملک بھر سے تقریباً 23000 مدارس و فاق المدارس العربیہ سے منسلک ہیں جس سے 25 لاکھ سے زائد طلباء مستفید ہو رہے ہیں، اور یوں وفاق المدارس العربیہ سمیت ملک میں موجود دیگر وفاق اور مدارس بہت بڑی سماجی تنظیم کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان دینی مدارس نے ہر دور میں تمام تر مصائب و مشکلات، پابندیوں اور مخالفتوں کے باوجود کسی نہ کسی صورت اور شکل میں اپنا وجود اور مقام برقرار رکھتے ہوئے نہ صرف اسلام کے تحفظ اور اس کی بقاء میں اہم کردار ادا کیا ہے بلکہ قومی سانحات میں دھنی انسانیت کی خدمت میں بھی کسی سے پچھپے نہیں رہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ان مدارس نے امت کو نہ صرف دین کی بنیادوں سے جوڑے رکھا بلکہ معاشرہ کی پاکیزگی کے لیے ایسے رجال کا پیدا کیے جو پوری ملت کے لیے نفع بخش ثابت ہوئے۔

خدمتِ خلق اسلام کا آفاقی پیغام ہے جو رنگ و سل سے بالاتر ہے اور دین کے بنیادی ترین اجزاء میں شامل ہے۔ اللہ کے احکامات اور قرآن کی تعلیمات میں انسانیت کی خدمت پر خصوصی زور دیا گیا ہے جبکہ سنت رسول ﷺ میں بھی ہمیں اسکی اہمیت مقدم ملتی ہے۔ جید علماء کرام کے مطابق اللہ کی بندگی، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور خلق خدا کی خدمت ہی دراصل اسلام کی صحیح تشریع اور خلاصہ ہے۔ اس کی زندہ مثال بھی مدارس ہیں جو ایک طرف تو امت مسلمہ کے لاکھوں غریب، یتیم اور مسکین طلباء کو مفت دینی تعلیم فراہم کرتے نظر آتے ہیں بلکہ ان کی کفالت کا ذریعہ بھی بنے ہوئے ہیں جب کہ دوسری طرف توی سانحات میں مدارس کی چار دیواری سے نکل کر خدمتِ خلق کا عظیم فریضہ انجام دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ زلزلہ متاثرین ہوں یا سیالاب زدگان، کورونا وبا میں بے روزگار ہو جانے والے سفید پوش ہوں یا حالیہ مری کی ٹھہر تی راتوں میں بے یار و مددگار پڑے سیاح، کسی بھی سانحہ اور قدرتی آفت میں اہل مدارس نے قوم کو تہا نہیں چھوڑا اور اپنی بساط سے بڑھ کر متاثرین کی خدمت کرتے نظر آئے۔ سانحہ سیالکوٹ میں مدارس کے مہتممین، تمام مکاتب فکر کے سر کردہ علماء کرام اور دینی جماعتوں کے سربراہان کا اس واقعے کی کھل کر نذمت کرنا اور سری لنکا کے سفارت خانے جا کر سفیر سے تعزیت کرنا ایک مُحسن قدم تھا جسے تمام شعبہ

ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی طرف سے سراہا گیا۔ اہل مدارس کا یہ اقدام سری لئکن عوام اور مقتول کے اہل خانہ کے زخموں کے لئے مرحم اور ان کے غم و غصہ میں کمی کا باعث بنا۔ امید ہے کہ علماء کرام کے اس عمل سے انتہا پسندی اور توہین مذہب کے نام پر قانون کو ہاتھ میں میں لینے کے رجحان میں بھی کمی واقع ہوگی۔

ان شاء اللہ جہاں تک سانحہ مری کا تعلق ہے تو اس کا ہر پہلو المناک، دردناک، کربناک اور ناقص انتظامات و ظالمانہ رویوں کی وجہ سے شرمناک ہے۔ کتنا بڑا انسانی المیہ ہے کہ تفہیجی و سیاحتی مقاصد کیلئے نکلے ہوئے خاندانوں کے لیے اُن کی اپنی گاڑیاں میت گاڑیاں بن گئیں۔ اس کے من جملہ اسباب میں حکومتی ہائیلی، ناکافی اور ناقص انتظامات اور ریسکوو، ریلیف میں غیر معمولی تاخیر شامل ہے، حکومت کو چاہئے کہ اس سانحے کے ذمہ دار ان کو قرار واقعی سزادے تاکہ آئندہ ایسے حادثات سے بچا جاسکے۔ اس سانحے نے جہاں حکومتی کارکردگی کی قلمی کھول کر رکھ دی ہے وہیں من حیث القوم ہماری معاشرتی و اخلاقی گراوٹ کو بھی طشت از بام کر دیا ہے۔ مری کے چند ہوٹل مالکان، دکانداروں اور اوباش صفت نوجوانوں نے جس غیر انسانی، غیر اخلاقی اور غیر اسلامی رویے کا مظاہرہ کیا اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ لیکن یہ بھی درست ہے کہ چند ہوٹل مالکان، کچھ دکاندار اور چند اوباش پورے مری کی نمائندگی نہیں کرتے۔ کیوں کہ مری کے عام شہریوں، دینی جماعتوں کے کارکنان اور اہل مدارس نے مصیبت زدگان کے ساتھ جس جذبے اور ولے کے ساتھ تعاون کیا وہ بھی مثالی ہے۔ لوگوں نے اپنے گھر کھول دیئے ان کیلئے کھانے تیار کئے اور ان کی ہر ممکنہ معاونت کی۔

یہاں مدارس کے کردار کو سراہا جانا بہت اہم ہے۔ ماضی کی طرح اس سانحے میں بھی مدارس کا اجلا چجزہ قوم کے سامنے آیا۔ انہوں نے اپنے محدود وسائل اور کمپرسی کے باوجود مصیبت میں گھرے اپنے بھائیوں کی بھرپور مدد کی، مدارس کے طلباء اور اساتذہ عورتوں، بیکوں اور بڑھکاٹوں کا گھر بنایا کر اپنے مدرسوں اور دیگر محفوظ مقامات پر منتقل کرتے رہے ان کے لئے گرم مشروب، کھانا، ہمیٹ اور گرم بستر کا انتظام کیا۔ وفاق المدارس العربیہ نے باقاعدہ حکم نامہ جاری کیا اور اپنے ماتحت مدارس کو حکم دیا کہ ممتازین کی

ہر قسم کی مدد میں کوئی کسر نہ چھوڑی جائے۔ جامعہ دارالتحقیقی لاہور کی ایک شاخ سنی بینک مری میں قائم ہے جس کے اساتذہ نے اپنے طلباً کے ہمراہ اس کا خیر میں بھرپور حصہ لیا اسی طرح جامعہ اسلامیہ مری اور مدرسہ عربیہ سنی بینک نے متاثرہ افراد کے قیام و طعام کا اہتمام کیا۔ بلاشبہ تمام مکاتب فکر کے مدارس نے اپنی اپنی بساط کے مطابق مہمان نوازی کا حلقہ ادا کیا۔ دینی جماعتوں میں جمیعت علماء اسلام کی ذیلی تنظیم انصار الاسلام اور الخدمت فاؤنڈیشن بھی پیش پیش رہی۔ اللہ تعالیٰ سب کی مساعی کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین

اب اہل مری، بالخصوص علمائے کرام، مقامی دینی، سیاسی و سماجی راہنماؤں اور انتظامیہ کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ وہ مری کے چہرے پر کالک ملنے والے ان عناصر کا بائیکاٹ کریں۔ باہر والوں کے بائیکاٹ سے پہلے اہل مری کو خود ان عناصر کا محاسبہ کرنا چاہئے۔ ان سے وصول کئے گئے زائد کرائے اور زائد قیمتیں متاثرین کو واپس دلائیں اور آئندہ کیلئے عہد نامہ اہل مری کا اہتمام کریں، جس میں پورے علاقے کے اجتماعی شعور کی بھرپور عکاسی ہو۔ واضح رہے کہ اہل مری کی عزت کی اصل بحالت، اس طرح کے عہد نامے پر مکمل عمل درآمد کے بعد ہی ہو سکے گی۔ حکومت کے ناقص انتظامات، ناقص منصوبہ بندی کا ایک ایک پہلو نمایاں ہو چکا ہے۔ اب جب کہ تحقیقاتی رپورٹ میں ذمہ داران کا تعین ہو چکا ہے انہی قرار واقعی سزادی نے میں تاخیر نہ کی جائے۔ ملک کے پیشتر سیاحتی مقامات میں مناسب سہولتیں نہیں اور اسی وجہ سے سارا بوجھ مری یا گلیات کے علاقوں پر پڑتا ہے۔ اگر پنجاب، آزاد کشمیر، کے پی کے اور گلگت بلستان میں مزید سیاحتی مقامات دریافت کر کے انہیں مناسب سہولیات دی جائیں تو یہ بوجھ تقسیم ہو جائے گا اور سیاح بھی مختلف مقامات کا لطف اٹھا سکیں گے۔ سانحات سے کچھ سیکھنے کی کوشش اس طرح کے مزید سانحات سے بچا سکتی ہے اور سانحہ مری سے ہمیں یہ سبق ملا ہے کہ ہمارے ہاں انتظامی بہتری کے بغیر سیاحت محفوظ نہیں۔

والسلام

عبدالودود ربانی

مدیر مسؤول

غزوہ تبوک۔۔۔ تین صحابہ رضی اللہ عنہم کی سچی توبہ کا بیان

مولانا عاشق امی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

ابتدائیہ

غزوہ تبوک رو میوں کے خلاف لڑے بغیر فتح و کامرانی سے ہمکنار ہونے والا معركہ ہے جس میں رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تیس ہزار جانشواران کے ساتھ شریک ہوئے، جب رو میوں کے جاسوسوں نے قیصر کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک میں آ رہے ہیں تو رو میوں کے دلوں پر اس قدر ہیبت چھا گئی کہ وہ جنگ سے ہمت ہار گئے اور اپنے گھروں سے باہر نہ نکل سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں دن تبوک میں قیام فرمایا اور اطراف و جوانب میں افواج الہی کا جلال دکھا کر اور کفار کے دلوں پر اسلام کا رب بٹھا کر مدینہ واپس تشریف لائے اور تبوک میں کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ اس جنگ میں تین صحابہ رضی اللہ عنہم بلا کسی عذر کے شریک نہ ہو سکے، رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا سو شل بائیکاٹ کر دیا حتیٰ کہ ان کی بیویوں کو بھی حکم ہوا کہ ان سے الگ ہو جائیں، ان تین صحابہ رضی اللہ عنہم کی توبہ استغفار اور گریہ وزاری کو اللہ نے پسند فرمایا اور معاف کر دیا اور مندرجہ ذیل آیت میں ان کی توبہ قبول ہونے کی بشارت سنائی گئی یہ واقعہ رجب 9 ہجری کا ہے، اسی مناسبت سے اس کا انتخاب کیا گیا۔

وَعَلَى الْشَّكَةِ الَّذِينَ خُلِفُوا أَحَقُّ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحْبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ أَنفُسُهُمْ وَظَلَّمُوا أَنَّ لَآمِلْجَاءَ مِنَ اللَّهِ إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْتَّوَابُ الرَّحِيمُ (سورہ التوبہ آیہ نمبر 118)



ترجمہ:

اور اللہ نے ان تین شخصوں کے حال پر بھی توجہ فرمائی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر شک ہو گئی اور خود اپنی جانوں سے شک آگئے اور انہوں نے یقین کر لیا کہ اللہ سے بچ کر کہیں پناہ نہیں مل سکتی سوائے اس کے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ رجوع کریں بے شک اللہ خوب توبہ قبول فرمانے والا ہے، اور حکم کرنے والا ہے۔

تفسیر:

تین حضرات کا مفصل واقعہ جو غزوہ تبوک میں جانے سے رہ گئے تھے اس کے بعد ان تین حضرات کی توبہ قبول فرمانے کا خصوصی تذکرہ فرمایا جو مخلص بھی تھے۔ اور غزوہ تبوک میں ساتھ نہ رہ گئے تھے حضرات کی توبہ قبول فرمانے کا خصوصی تذکرہ فرمایا جو مخلص بھی تھے۔ اور غزوہ تبوک میں ساتھ نہ رہ گئے تھے انہوں نے بالکل بچ بولا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں صاف صاف عرض کر دیا کہ ہم بغیر عذر کے رہ گئے تھے یہ حضرات کعب بن مالک ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ریچ ٹھنڈیں تھے۔ آیت کریمہ (وَ أَخْرُونَ مُرْجَوْنَ لَا كُمْرٌ لِّلَّهِ) میں اجمالی طور پر ان کا ذکر ہو چکا ہے یہاں دوبارہ ان کا تذکرہ فرمایا ہے کہ کعب بن مالک کی زبانی امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کتاب المغازی (ص ۶۳ ج ۲) میں یوں بیان کیا ہے۔

کعب بن مالک کی زبانی امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کتاب المغازی (ص ۶۳ ج ۲) میں یوں بیان کیا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے فارغ ہو کر واپس تشریف لانے لگے تو مجھے زیادہ فکر لاحق ہو گئی میں سوچتا رہا کہ میں آپ کی ناگواری سے کیسے نکلوں گا اس بارے میں یہ بھی خیال آتا تھا کہ جھوٹے عذر پیش کر دوں گا۔ اور اپنے گھروالوں سے بھی اس بارے میں مشورہ کرتا تھا۔ جب آپ بالکل ہی مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو جھوٹ بولنے کا جو خیال تھا وہ بالکل

ختم ہو گیا اور میں نے یہ طے کر لیا کہ سچ ہی بولوں گا اور سچ ہی کے ذریعہ میں آپ کی ناراضگی سے نکل سکتا ہوں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے ہی آئے۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب سفر سے تشریف لاتے تھے تو اول مسجد میں جاتے تھے وہاں دورِ عتیں پڑھ کر تشریف فرمائے جاتے تھے۔ جب آپ اپنے اس عمل سے فارغ ہو گئے تو وہ لوگ آگئے جو غزوہ تبوک میں شریک ہونے سے پچھے رہ گئے تھے۔ یہ لوگ حاضر خدمت ہوئے اور اپنے اپنے عذر پیش کرتے رہے اور قسمیں کھاتے رہے۔ یہ لوگ تعداد میں اسی سے کچھ اوپر تھے۔ آپ ظاہری طور پر ان کے عذر قبول فرماتے رہے۔ ان کو بیعت بھی فرمایا اور ان کے لیے استغفار بھی کیا اور ان کے باطن کو اللہ کے سپرد فرمادیا۔

حضرت کعب بن عبد الشفیع نے بیان کیا میں بھی حاضر خدمت ہوا۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپ مسکرائے جیسے کوئی غصہ والا شخص مسکراتا ہو پھر فرمایا آجاء، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

آپ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے پچھے ڈالا (غزوہ تبوک میں کیوں شریک نہیں ہوئے؟) کیا تم نے سواری نہیں خرید لی تھی۔ میں نے عرض کیا واقعتاً میں نے سواری خرید لی تھی۔ اللہ کی قسم اگر اصحاب دنیا میں سے کسی کے پاس بیٹھتا تو میں اس کی ناراضگی سے عذر پیش کر کے نکل سکتا تھا میں بات چیت کرنے کا ڈھنگ جانتا ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں اور اس پر قسم کھاتا ہوں کہ اگر آج میں آپ کے سامنے جھوٹی بات پیش کر کے آپ کو راضی کر لوں تو عنقریب ہی اللہ تعالیٰ (صحیح بات بیان فرمائے) آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا۔ اور اگر میں سچی بات بیان کروں تو آپ غصہ تو ہوں گے لیکن میں اس میں اللہ سے معافی کی امید رکھتا ہوں، اللہ کی قسم مجھے کوئی عذر نہ تھا اور جتنا توی اور غنی میں اس موقعہ پر تھا جبکہ آپ سے پچھے رہ گیا ایسی قوت والا اور مال والا میں کبھی بھی نہیں ہوا۔ میری بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس شخص نے سچ کہا پھر فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ یہاں تک کہ اللہ تمہارے بارے میں فیصلہ فرمائے۔

حضرت کعب بن عبد الشفیع فرماتے ہیں کہ میں وہاں سے اٹھا اور قبیلہ بنی سلمہ کے لوگ میرے ساتھ ہو لیے انہوں نے کہا اللہ کی قسم جہاں تک ہمارا علم ہے اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ کیا تم یہ نہ کر سکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسی طرح عذر پیش کر دیتے جیسے دوسرے لوگوں نے اپنے عذر پیش

کیے اور پھر رسول اللہ ﷺ کا استغفار فرمانا تمہارے لیے کافی ہو جاتا، اللہ کی قسم ان لوگوں نے مجھے اتنی ملامت کی کہ میں نے یہ ارادہ کر لیا کہ واپس جا کر اپنے بیان کو جھٹلا دوں (اور کوئی عذر پیش کر دوں) پھر میں نے ان لوگوں سے کہا کہ یہ بتاؤ میرا شریک حال اور کوئی شخص بھی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں دو آدمی ہیں انہوں نے بھی اسی طرح اپنا بیان دیا ہے جیسا تم نے بیان دیا ہے اور ان کو وہی جواب دیا گیا جو تم کو دیا گیا، میں نے پوچھا وہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مرارہ بن رفیع اور ہلال بن امیہ ہیں۔ ان لوگوں نے میرے سامنے ایسے دو شخصوں کا ذکر کیا جو صالحین میں سے تھے۔ میں نے کہا کہ میں ان دونوں کی انتداب کرتا ہوں۔ جو ان کا حال ہو گا وہی میرا حال ہو جائے گا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ہم تینوں سے بات چیت کرنے سے منع فرمادیا۔ لہذا لوگ ہم سے نجح کر رہے گے اور یکسر بدل گئے۔ میرا تو یہ حال ہوا کہ زمین بھی مجھے دوسری زمین معلوم ہونے لگی گویا کہ میں اس زمین میں رہتا ہوں جسے جانتا بھی نہیں۔ رات دن برابر گزر رہے تھے میں مسلمانوں کے ساتھ نمازوں میں حاضر ہوتا تھا اور بازاروں میں گھومتا تھا لیکن مجھ سے کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں میری حاضری ہوتی تھی، آپ نماز کے بعد تشریف فرماتے تو میں سلام عرض کرتا اور اپنے دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ سلام کے جواب کے لیے آپ ہونٹ ہلاتے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب نماز پڑھتا تھا اور نظر چرا کر آپ کی طرف دیکھتا تھا۔ جب میں نماز پڑھتا تھا تو آپ میری طرف توجہ فرماتے تھے اور جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ اعراض فرمائیتے تھے۔ یہ تو میرا حال تھا۔ لیکن میرے جو دوساری تھے وہ تو بالکل ہی عاجز ہو کر اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور برابر روتے رہے۔

اس مقاطعے کے زمانہ میں ایک یہ واقعہ پیش آیا کہ میں اپنے چچازاد بھائی ابو قاتاہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا جن سے مجھے بہ نسبت اور لوگوں کے سب سے زیادہ محبت تھی، میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا اے ابو قاتاہ نبی ﷺ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے پھر اپنی بات دہرائی اور ان کو قسم

دلائی وہ پھر خاموش ہو گئے۔ میں نے پھر اپنی بات دھرائی اور ان کو قسم دلائی تو انہوں نے اتنا کہہ دیا اللہ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمْ (اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانے والا ہے) یہ بات سن کر میری آنکھوں سے آنسو
جاری ہو گئے اور میں واپس ہو گیا اور دیوار پھاند کر چلا آیا۔

اور دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں جارہا تھا کہ شام کے کاشتکاروں میں
سے ایک شخص جو غلط بیچنے کے لیے مدینہ منورہ آیا ہوا تھا لوگوں سے پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک رض کون
شخص ہے؟ لوگ میری طرف اشارے کرنے لگے۔ وہ میرے پاس آیا اور عسان کے بادشاہ کا ایک خط مجھے
دیا۔ جس میں لکھا تھا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تمہارے آقانے تمہارے ساتھ سختی کا معاملہ کیا ہے اور اللہ
نے تمہیں گرا پڑا آدمی نہیں بنایا۔ لہذا تم ہمارے پاس آجائو ہم تمہاری دلداری کریں گے۔ یہ خط پڑھ کر میں
نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ایک اور آزمائش سامنے آگئی۔ میں نے اس خط کو لے کر تنور میں جھونک دیا۔

مقاطعہ کے سلسلہ میں ایک یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تینوں کو حکم بھیجا کہ
ابنی بیویوں سے علیحدہ رہیں۔ ہلاں بن امیہ رض کی بیوی تو حاضر خدمت ہو کر یہ عذر پیش کر کے اجازت لے
آئی کہ وہ بہت زیادہ بوڑھے ہیں ان کا کوئی خادم نہیں ہے آپ نے خدمت کی اجازت دے دی اور ساتھ
ہی یہ فرمادیا کہ وہ میاں بیوی والا جو خاص تعلق ہے اس کو کام میں نہ لایا جائے۔ میرے خاندان والوں نے
مجھے بھی مشورہ دیا کہ تم بھی اجازت طلب کر لو کہ تمہاری بیوی تمہاری خدمت کر دیا کرے۔ میں نے کہا کہ
میں جوان آدمی ہوں میں ایسا نہیں کر سکتا۔

جب اس مقاطعہ پر پچاس راتیں گزر گئیں تو نماز فجر کے بعد جبکہ میں اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا
تھا اور میرا حال وہ ہو چکا تھا جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے کہ اپنی جان سے بھی تنگ آگیا اور زمین بھی
میرے لیے اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہو گئی تو میں نے ایک بلند آوازنی جبل سلح پر چڑھ کر کوئی شخص بلند
آواز سے پکار رہا تھا کہ اے کعب بن مالک خوش ہو جاؤ یہ آوازن کر میں سجدہ میں گرا پڑا اور میں نے یہ سمجھ لیا
کہ مصیبت دور ہونے کی کوئی صورت سامنے آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا اعلان فرمادیا کہ
اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول فرمائی۔ یہ اعلان نماز فجر کے بعد فرمایا تھا۔ اعلان سن کر لوگ ہمیں خوشخبری دینے

کے لیے روانہ ہوئے۔ میرے ساتھیوں کی طرف بھی خوشخبری دینے والے چلے اور ایک صاحب اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میری طرف چلے۔ لیکن قبیلہ بنی اسلم کے ایک صاحب دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے پکار کر توبہ کی خوشخبری سنادی۔ اس شخص کی آواز گھوڑے سوار سے پہلے پہنچ گئی۔ جب وہ شخص میرے پاس پہنچا جس کی آواز میں نے سنتی تھی تو اسے میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر دے دیئے۔ اس وقت میرے پاس یہی دو کپڑے تھے (اگرچہ مال بہت تھا) میں نے دونوں کپڑے دے دیئے اور خود دو کپڑے مانگ کر پہن لیے۔

میں رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا۔ صحابہ کرام ﷺ مجھ سے فوج درفونج ملاقات کرتے تھے اور توبہ قبول ہونے پر مبارکباد دیتے تھے میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرمائیں آپ کے چاروں طرف حاضرین موجود ہیں۔ میری طرف طلحہ بن عبد اللہ دوڑے ہوئے آئے یہاں تک کہ مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ میں ان کے اس عمل کو کبھی نہیں بھولوں گا اس کے علاوہ مہاجرین میں سے کوئی بھی میری طرف اٹھ کر نہیں آیا۔ (وجہ اس کی یہ تھی کہ اگر سبھی اٹھتے تو مسجد نبوی جو سکون و اطمینان کے ساتھ جی ہوئی تھی وہ ٹوٹ جاتی، سب کی طرف سے ایک شخص کا کھڑا ہونا کافی ہو گیا)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اس وقت آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک رہا تھا آپ نے فرمایا کہ تم خوشخبری قبول کرو۔ جب سے تمہاری پیدائش ہوئی ہے تم پر آج سے بہتر کوئی دن نہیں گزر اس سے اسلام لانے کا دن مستثنی ہے (کما فی حاشیۃ البخاری عن القسطلاني) رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی خوشی کا موقع آتا تھا تو آپ کا چہرہ انور ایسا روشن ہو جاتا تھا جیسے چاند کا نکلا ہے۔ ہم آپ کی خوشی کو اسی سے پہچان لیتے تھے۔ جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنی توجہ میں اس بات کو بھی شامل کر لیا کہ میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے خرچ کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا کچھ مال رکھلو، تمہارے لیے بہتر ہو گا۔ میں نے کہا اچھا تو میں اپنا وہ حصہ روک لیتا ہوں جو مجھے خبر کے مال غنیمت سے ملا تھا۔

پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ نے مجھے پیچ ہی کے ذریعہ نجات دی ہے اور میں نے اپنی



توبہ میں اس بات کو بھی شامل کر لیا ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ ہی بولوں گا کہنے کو تو میں نے کہہ دیا لیکن میرے علم میں مسلمانوں میں کوئی ایسا نہیں جو سچ بولنے کے بارے میں مجھ سے زیادہ بتلا کیا گیا ہو۔ میں آج تک اس پر قائم ہوں، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سچ بولنے کا عہد کیا اس وقت سے لے کر آج تک بھی میں نے جان کر جھوٹ نہیں بولا اور اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ باقی زندگی بھی میری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے توبہ قبول فرمانے کی بشارت دیتے ہوئے آیت شریفہ (الْقَدْرَ) کا اللہُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ سے لے کر (وَ كُونُوا مَعَ الصَّدِيقِينَ) تک آیات نازل فرمائیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ نعمت اسلام کے بعد اس سے بڑی کوئی نعمت مجھے حاصل نہیں ہوئی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سچ بات کہہ دی تھی۔ اگر میں جھوٹ کہہ دیتا تو میں بھی ہلاک ہو جاتا جیسے دوسرے لوگ جھوٹے عذر پیش کر کے ہلاک ہو گئے۔

فوائد ضروریہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کے واقعہ سے بہت سے فوائد مستنبط ہوتے ہیں۔

(۱) مومن بندوں پر لازم ہے کہ ہمیشہ سچ بولیں، سچی بات کہیں، سچ ہی میں نجات ہے۔ اور جھوٹ میں ہلاکت ہے۔ منافقین نے غزوة تبوک کے موقع پر جھوٹے عذر پیش کر کے دنیا میں جانیں چھڑا لیں لیکن آخرت کا عذاب اپنے سر لے لیا اور مخلصین مومنین نے سچ بولا اور سچی توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے ان کی توبہ قبول فرمانے کا اعلان فرمادیا۔ اگر کوئی شخص اپنے اکابر سے اور متعلقین سے جھوٹ بولے چند دن ممکن ہے کہ اس کا جھوٹ چل جائے لیکن پھر اس کی پول کھل ہی جاتی ہے۔ اور ذلت کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

(۲) امیر المؤمنین اگر مناسب جانے تو بعض افراد کے بارے میں مقاطعہ کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ عامۃ المسلمين کو حکم دے سکتا ہے کہ فلاں فلاں شخص سے سلام کلام بند رکھیں۔ جب وہ صحیح راہ پر آجائے تو مقاطعہ ختم کر دیا جائے۔

(۳) بعض مرتبہ ابتلاء پر ابتلا ہو جاتا ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نار اضگی میں اور مقاطعہ کی مصیبت میں بتلاتو تھے ہی اوپر سے شاہ غسان کا یہ خط ملا کہ تم ہمارے پاس آ جاؤ



تو ہم تمہاری قدر دانی کریں گے اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان پر استقامت بخشی اور انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا مندی ہی کو سامنے رکھا اور بادشاہ کے خط کو تور میں جھوٹک دیا۔ اگر وہ اس وقت اپنے عزائم میں کچھ پڑھاتے اور شاہ غسان کی طرف چلے جاتے تو اس وقت کی ظاہری مصیبت بظاہر دور ہو جاتی لیکن ایمان کی دولت سے محروم ہو کر آخرت بر باد ہو جاتی۔ اس قسم کے ابتلاءات اور امتحانات سامنے آتے رہتے ہیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعا کرے اور استقامت پر رہے۔

(۴) حضرت کعب بن عبد الشفیع مقاطعہ کے باوجود مسجد میں حاضر ہوتے رہے نمازیں پڑھتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سلام بھی پیش کرتے رہے۔ یہ نہیں سوچا کہ چلو آپ روٹھے ہم چھوٹے، جیسا کہ ان لوگوں کا طریقہ ہوتا ہے جن کا تعلق اصلی نہیں ہوتا۔

(۵) جب اللہ اور اس کے رسول کا حکم آجائے تو اس کے مقابلہ میں کسی عزیز قریب کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ جو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی اور انہیں سب سے زیادہ محبوب تھے جب انہیں سلام کیا تو جواب نہیں دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے سلام کلام کی ممانعت تھی۔

(۶) جب آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں تینوں حضرات کی توبہ قبول فرمانے کا ذکر تھا تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے کعب بن مالک اور ان کے دونوں ساتھیوں کو جلدی سے بشارت دینے کی کوشش کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی معاملات میں کسی کو کوئی کامیابی حاصل ہو جائے جس کا اسے علم نہ ہو تو اسے بشارت دینی چاہئے اور اس میں جلدی کرنی چاہئے۔

(۷) پھر جب حضرت کعب بن عبد الشفیع کا اعلان سننے کے بعد اپنے گھر سے نکلے تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو ق در جو ق ان سے ملا تا تیں کیس اور برابر انہیں مبارکبادیاں دیتے رہے یہ مبارک بادی توبہ قبول ہونے پر تھی، معلوم ہوا کہ دینی امور میں اگر کسی کو کامیابی حاصل ہو جائے تو اسے مبارک بادی دینا چاہئے۔

(۸) جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت کعب بن عبد الشفیع پہنچ تو حضرت طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے اور دوڑ کر ان سے مصافحہ کیا اور مبارک بادی دی اس سے معلوم ہوا کہ زبانی مبارک بادی کے ساتھ عملی

طور پر مبارکباد دینا بھی مستحب ہے۔

(۹) آئندہ کے لیے گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا اور جو کچھ گناہ کیا ہواں پر سچے دل سے نادم ہونے سے توبہ قبول ہو جاتی ہے (اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تلافی کرنا بھی لازم ہوتا ہے) لیکن توبہ کو اقرب الاقبال بنانے کے لیے مزید کوئی عمل کرنا مستحب ہے۔ اور توبہ قبول ہونے کے بعد بطور شکر کچھ مال خیرات کرنا بھی مستحب ہے۔ صلاۃ التوبہ جو مشروع ہے اس میں بھی بات ہے کہ توبہ کی قبولیت جلد ہو جائے اور قبول کرنے کے لیے ندامت کے ساتھ کوئی اور عمل بھی شامل ہو جائے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے توبہ قبول ہو جانے کے بعد جو یہ عرض کیا کہ میں نے اللہ کی رضا کے لیے بطور صدقہ اپنا پورا مال خرچ کرنے کی نیت کی ہے۔ یہ نیت اگر پہلے سے تھی تو صلوٰۃ التوبہ کی طرح ایک عمل ہے اور اگر بعد میں نیت کی تھی تو بطور ادائے شکر تھی۔

(۱۰) حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری توبہ کا یہ بھی جزو ہے کہ میں اپنا پورا مال بطور صدقہ خرچ کر دوں، اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب خرچ نہ کرو کچھ مال روک لو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تو میں اپنا خیر والا حصہ روک لیتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ پورا مال صدقہ کر کے پریشانی میں نہ پڑ جائے۔ البتہ اگر کسی نے پورا مال صدقہ کرنے کی نذر مان لی (جو زبان سے ہوتی ہے) تو اس کو پورا مال صدقہ کرنا واجب ہے لیکن اس سے بھی یوں کہا جائے گا کہ اپنے اور اپنے بال بچوں کے لیے بقدر ضرورت کچھ روک لے اور آئندہ جب مال تیری ملکیت میں آجائے تو جو مال روک لیا تھا اسی جنس کا مال صدقہ کر دینا تاکہ نذر پر پوری طرح عمل ہو جائے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں چونکہ نذر نہیں تھی محض نیت تھی، اس لیے جتنا مال روک لیا تھا۔ اس کے برابر میں صدقہ کرنے کا ذکر حدیث میں نہیں ہے۔

(۱۱) جو شخص جس قدر کسی گناہ سے بچنے کا اہتمام کرنے کا عہد کر لیتا ہے اسے عموماً ایسے موقع پیش آتے رہتے ہیں جن میں اس گناہ کے کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اور یہ ایک بڑا امتحان ہوتا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے چونکہ ہمیشہ بچ بولنے کا عہد کر لیا تھا اس لیے اس بارے میں ان کا بار بار امتحان ہوتا رہتا تھا۔



کاتب و حی سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

تعارف۔ فضائل۔ کارنامے

مولانا عبدالودود ربانی

آخری خطبہ ججۃ الوداع کے موقع پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ ابر و پرجان قربان کرنے والوں کی تعداد ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ چوالیں ہزار کم بیش تھی یہ وہ مقدس اور مطہر نفوس تھے جنہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاقی، دینی، دنیاوی، معاشی، معاشرتی، سیاسی، تجارتی، جنگی و عسکری غرض ہر لحاظ سے کمال کے باام عروج تک پہنچا دیا تھا اور خود اللہ تعالیٰ نے ان کے تقویٰ و طہارت، زہد و ریاضت کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں انکی زندگی ہی میں اپنی رضا اور خوشنودی کا سرٹیفیکیٹ قرآن مجید میں رضی اللہ عنہم و رضوانہ کہہ کر دے دیا۔

اس خدائی سند یافتہ جماعت کے درخشندہ و تابندہ ستاروں میں ایک چمکتا دکتا ستارہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ آپ ابوسفیان بن حرب کے بیٹے تھے اور آپ کا نسب پانچویں پشت میں عبد مناف پر رسول اللہ اسے جامتا ہے۔ ظہور اسلام کے زمانہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد سپہ سalarی کے عہدہ پر تھے۔ اس لئے کفار کہہ اور مسلمانوں سے لڑائیوں میں وہ پیش پیش رہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام اس سلسلہ میں کہیں نظر نہیں آتا۔ فتح کہ کے موقع پر اپنے والد حضرت ابوسفیان بن حرب کے ساتھ مشرف بالاسلام ہوئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کاتب و حی کے منصب پر سرفراز فرمایا۔ علمی اعتبار سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دامن نہ تھے۔ ابتداء سے لکھنے پڑھنے میں مہارت رکھتے تھے اسی بنا پر حضرت اُنے آپ کو کاتب و حی بنایا تھا۔ مذہبی علوم میں اتنا ادراک تھا کہ صاحب علم و افتاء میں شمار ہوتا تھا (اعلام الموقین) ج



اول ص 13) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ انکے تفہم فی الدین کے قائل تھے۔ (بخاری مناقب معاویہ رضی اللہ عنہ) قرآن مجید کی تفسیر و تایل پر بھی نظر تھی 163 حدیثیں ان سے مروی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے نام بھی ہیں۔ شعر و ادب کا بھی مذاق رکھتے تھے اور اشعار کو تہذیب و اخلاق کا بہترین ذریعہ سمجھتے تھے۔ تقریر فصح ہوتی تھی۔ انہیں دنیا کی مختلف آزمائشوں میں پہنچا ہونا پڑا لیکن ان کا دل خشیت الہی سے خالی نہ تھا۔ وہ مواخذہ قیامت کے خوف سے لرزہ برانداز رہتے تھے اور اس کے عبرت آموز واقعات سن کر زار و قطار روتے۔ تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی جس کا مفہوم یہ ہے کہ ”اے اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہادی اور مہدی بننا“

خلفیہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ دمشق کے حاکم مقرر ہوئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں انہیں پورے شام کا والی بنادیا تھا۔ اس دور میں آپ نے بڑے کارنا میں انجام دیئے۔ شام کے تمام سرحدی علاقوں کو فتح کر کے ان کو رومیوں کے حملہ سے آزاد کرایا۔ طرابلس الشام آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں فتح ہوا۔ عموریہ پروفوج کشی ہوئی۔ ملطبه پر قبضہ ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اجازت سے اپنے دور کا عظیم الشان بحری بیڑہ تیار کر کے جزیرہ قبرص فتح کیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کے بعد 41ھ میں آپ رضی اللہ عنہ سارے عالم اسلام کے خلیفہ ہو گئے۔ انہوں نے اپنے دور میں تمام اندروںی و بیرونی مخالفتوں کا قلع قمع کیا۔ اسلامی حکومت کا رقبہ بڑھایا اور اسے مختلف حیثیتوں میں ترقی دی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بڑے تجربہ کا رافر تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی انہوں نے بڑی فتوحات کیں۔ ان کا پورا خاندان جنگ آزماتھا۔ اس لئے ان کے عہد میں دور دراز علاقوں تک پرچم اسلام لہرانے لگا۔ سندھ میں مسلمانوں کا قدم خلافت راشدہ ہی میں پہنچ چکا تھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دوستوں سے فوج کشی ہوئی شمالی افریقہ اور ارواڑ کے علاقے فتح کر کے اسلام کا بول بالا کر دیا۔ رسول اکرم نے قسطنطینیہ کے فاتحین کو جنت کی بشارت دی تھی جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قسطنطینیہ پر فوج کشی کی تیاریاں شروع کیں تو اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جن میں میزبان رسول حضرت ابوالیوب الانصاری رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ شامل تھے

اس جہاد میں عملی شرکت کی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انتہائی مدبر، غیر معمولی سیاستدان اور دانشور تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں جوئی اصطلاحات متعارف کرائیں انکی تفصیلی کچھ یوں ہے۔

ان میں صوبوں کا نظام، بحری فوج، امیر البحر، جہاز سازی کے کارخانے، سرمائی اور گرمائی فوجیں قلعوں کی تعمیر، مبینہ کا استعمال، پلیس، برید (ڈاک) دیوان خامم، رفاه عام کے کام اسلامی نوآبادیاں، مجاہدین کے پھوپھوں کو وظائف، ذمیوں کے مال و جائیداد کی حفاظت، مختلف عہدوں پر غیر مسلموں کا تقرر، مذہبی خدمات اشاعت اسلام، خدمات حرم، قیام عدل اور رعایا کی دادرسی، بیت المال، خدمات امہات المؤمنین شامل ہیں، جرات و عظمت کا یہ پہاڑ، اسلام کا عظیم سپوت اپنے اندر ہزاروں خوبیاں لیکر 22 رب الرجب ۷ هـ کو اپنے خالق حقیقی سے جاما۔ ضحاک بن قیس نے نماز جنازہ پڑھائی اور عرب کے اس مدبر اعظم کو دمشق کی سر زمین میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپؐ نے 78 سال عمر پائی۔ مدت خلافت 19 سال چند ماہ ہے۔

فضائل سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کے بارے میں اللہ کے رسول نے دعا کرتے ہوئے فرمایا تھا: «اللَّهُمَّ اجْعِلْهُ هَادِيًّا مَهْدِيًّا وَاهْدِيْهُ» (جامع الترمذی: 2/247) اے اللہ! تو معاویہ کو ہادی اور ہدایت یافتہ بنا، ان کو ہدایت عطا فرماؤ اور اس کے ذریعے ہدایت دے۔ ایک اور جگہ فرمایا: اللَّهُمَّ عَلِمْ مَعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهَ الْعَذَابَ اے اللہ! معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرماؤ، اور اس کو عذاب سے محفوظ فرماؤ۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنائی ہے کہ،

اللَّهُمَّ عَلِمْهُ الْكِتَابَ وَمَكَنْ لَهُ فِي الْبَلَادِ وَقِهَ الْعَذَابَ

(جمع الزوائد و منع الفوائد، ج: 9 ص: 356 طبع بیروت)

یعنی اے اللہ! معاویہ کو کتاب سکھا دے اور شہروں میں اس کے لیے ٹھکانے بنادے اور اس کو عذاب سے بچا لے۔ (جمع الزوائد و منع الفوائد، ج: 9 ص: 356) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا شمار کا تباہ و حی میں



ہوتا ہے اس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین میں سے سب سے زیادہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہے اور اس کے بعد دوسرا درجہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا تھا، یہ دونوں حضرات دن رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے رہتے اور اس کے سوا کوئی کام نہ کرتے تھے۔“ (ابن حزم، نیامع اسریۃ، ص: 27)

☆... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مراسلہ ء نبوی کے قاری تھے۔ (مند احمد: 3/441، مجمع الزوائد، البدایۃ والنہایۃ)

☆... آپ رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا عظیم اعتماد تھا کہ خصوصی خطوط کے محر رہے۔ (الاصابۃ: 3/393)

☆... آپ رضی اللہ عنہ کو پہلوئے نبوت میں بیٹھنے کا شرف حاصل رہا۔

☆... آپ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تراشنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ (تاریخ ابن عثماں کر)

☆... آپ رضی اللہ عنہ غزوات میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے، چنانچہ غزوہ حنین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے 100، اونٹ اور 40، او قیہ بھی عنایت فرمائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ؟ حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ”جوئی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں پڑی وہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے ہزار درجہ افضل ہے۔“

حضرت عمر بن سعید رضی اللہ عنہ مص کے والی تھے، ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معزول کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا تو اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: معاویہ رضی اللہ عنہ کو صرف خیر کے ساتھ یاد کرو، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معاویہ کے حق میں یہ دعا کرتے ہوئے سنایا: ”اے اللہ! معاویہ کو ہدایت عطا فرم۔

ماہِ رجب اور اس کے فضائل و مسائل

ڈاکٹر مفتی احمد خان صاحب

ربوب رجب کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ رجب اسلامی و قمری سال کا ساتواں مہینہ ہے، اس کا شمارِ حرمت کے چار مہینوں میں ہوتا ہے، حرمت کے چار مہینے جس طرح قبل از اسلام معزز و محترم جانے جاتے تھے اسی طرح بعد از اسلام بھی ان کو وہی حیثیت حاصل ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ﴿وَإِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ إِلَّا أَنَّا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ﴾ (سورۃ التوبہ، آیت: 36 پارہ: 10) یعنی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی کتاب (لوحِ حکم) کے مطابق ۱۲ دن سے چلی آ رہی ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا تھا، ان (بارہ مہینوں) میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں، یہی دین (کا) سیدھا سادہ (تقاضا) ہے۔

ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب یہ حرمت کے چار مہینے ہیں ان مہینوں میں جہاں نیک کام کا اجر و ثواب دگنا ہو جاتا ہے، اسی طرح گناہ کے ارتکاب پر وباں اور عذاب بھی دوسرے مہینوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے، علامہ قرطبی فرماتے ہیں ”فَيُضَعِّفُ فِيهِ الْعَقَابُ بِالْعِلْمِ السَّيِّءِ كَمَا يُضَاعِفُ بِالْعِلْمِ الصَّالِحِ“ (تفسیر قرطبی: 8/134، دارالکتب المصریہ)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانتے ہیں: ”تمام انبیاء علیہما السلام کی شریعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ ان چار مہینوں میں ہر عبادت کا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور ان میں کوئی گناہ کرے تو اس کا وباں اور عذاب

بھی زیادہ ہوتا ہے۔ "حضرت مفتی صاحب "منہا اربعة حرم" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، "ان کو حرمت والا دو معنی کے اعتبار سے کہا گیا ہے، ایک تو اس لیے کہ ان میں قتل و قتل حرام ہے، اور دوسرا اس لیے کہ یہ مہینے متبرک اور واجب الاحترام ہیں۔ ان میں عبادات کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ ان میں پہلا حکم تو شریعت اسلام میں منسون ہو گیا مگر دوسرا حکم (احترام و ادب) اور ان میں عبادت گزاری کا اہتمام اسلام میں ابھی باقی ہے۔" (معارف القرآن: 4/370-372)

رجب عربی زبان کا لفظ ہے۔ ترجیب سے مشتق ہے۔ اس کے معنی تعظیم و تکریم کے آتے ہیں، بعض حضرات نے اس کا معنی "ڈرنا" سے کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے مہینوں کی طرح اس مہینے میں بھی اللہ تعالیٰ سے خوب ڈرنا چاہیے۔ یہ مہینہ حرمت کے مہینوں میں ہونے کی وجہ سے محترم اور متبرک ہے اسی طرح اس میں عبادت کا اجر و ثواب بھی زیادہ ہے، اس مہینے کے بہت سے فضائل احادیث مبارکہ میں وارد ہوئے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں اس مہینہ میں روزے رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس پر بہت زیادہ اجر و ثواب کی خوشخبری دی گئی ہے۔

رجب کا مہینہ شروع ہوتا تو نبی کریم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے "اللَّهُمَّ باركْ لِنَا فِي رَجَبٍ وَ شَعْبَانَ وَ بَلَغْنَا رَمَضَانَ" یعنی: اے اللہ! رجب اور شعبان کے مہینے میں ہمیں برکت عطا فرمائیے اور ہمیں رمضان تک پہنچاویں۔ (شعب الایمان: 5، رقم: 3534، مکتبۃ الرشد، ریاض)

اسلام نے اس مہینہ کو بہت معزز و محترم بتایا ہے، مگر افسوس، صد افسوس کہ بعد کے جہلاء نے اس مہینہ میں بہت سی من گھڑت خرافات شروع کر دیں جس کا دین اسلام اور شریعت محمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ قرآن و حدیث میں ان کے بارے میں کوئی ذکر ملتا ہے۔

کونڈوں کی شرعی و تاریخی حیثیت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کی ابدی کامیابی کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری میں رکھا ہے، انسان اس کامیابی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و رضا سے حاصل کرنے کیلئے ہر ممکن کوشش کرتا ہے مگر چونکہ انسان کی کامیابی شیطان کو اچھی نہیں لگتی تو جب انسان کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، شیطان اگرچہ اس سے خوش ہوتا

ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ پریشانی کی بات یہ ہوتی ہے کہ گناہ گارا نسان جب ندامت و شرمندگی سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے گا تو اپنے گناہ سے بالکل پاک صاف ہو جائے گا اور شیطان سوچتا ہے، میری ساری محنت را یگاں جائے گی، تو پھر..... انسان کو ایک ایسے گناہ میں بمتلاکر کے مطمئن ہو جاتا ہے کہ اس کے ارتکاب پر انسان کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی، اور وہ گناہ ”بدعت“ ہے۔ جی ہاں اب دعت بہت ہی سنگین گناہ ہے، کیوں کہ بدعتی سمجھ رہا ہوتا ہے کہ وہ بہت بڑی نیکی کر رہا ہے جبکہ وہ اپنے عمل کو گناہ تصور ہی نہیں کرتا تو وہ توبہ کیسے کرے گا؟ تو بدعتی ہمیشہ توبہ سے محروم رہتا ہے۔

انہی بدعتات میں سے ایک فتح بدعت 22 ربیع کے کونڈوں کی رسم ہے۔ یہ بعض صحابہ اور توہینی صحابہ پر مبنی رسم دشمنان صحابہ کی ایجاد کردہ ہے۔ اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ 22 ربیع کی شب کو عورتیں نہادھو کر باض وہ ذکر خاص طریقہ کے مطابق پوریاں بنائیں کرمی کے کوئے کونڈوں میں بھر کے..... چوکی یا صاف چادر پر کھکھ کر ایک منظوم کتاب پڑھواتی ہیں، اس رسم کی ابتداء سنہ 1906ء میں ریاست رامپور (بیوپی) سے ہوئی۔

کونڈوں کی مسن گھڑت کہانی: ربیع کے کونڈوں کو ثابت کرنے کے لیے ایک جھوٹی کہانی کا سہارا لیا جاتا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مدینے میں ایک غریب لکڑہارے کی بیوی نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو 22 ربیع کو میرے نام کے کونڈے بھرے گا پھر اللہ سے جو بھی دعا کریگا وہ قبول ہو گی ورنہ قیامت کے دن وہ میرا اگر بیان پکڑے۔ چنانچہ اس لکڑہارے کی بیوی نے ایسا ہی کیا۔ اس کا شوہر بہت سامال لیکر واپس لوٹا اور ایک شاندار محل تعمیر کر کے رہنے لگا، اور وزیر کی بیوی نے کونڈوں کو نہ مانا تو اس کے شوہر کی وزارت ختم ہو گئی۔ پھر اس نے توبہ کی اور کونڈے بھرے تو دوبارہ وزیر بن گیا۔ اس کے بعد بادشاہ اور قوم ہر سال دھوم دھام سے یہ رسم منانے لگے۔

یہ ایک فتح بدعت رسم ہے جو دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایجاد کردہ ہے، اس کی ایجاد صرف اور صرف بعض معاویہ رضی اللہ عنہم کے اظہار کے لیے ہے۔ اس کا دین اسلام اور شریعت محمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مفتی کفایت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ربیع کے کونڈوں کی کوئی حیثیت نہیں، یہ گھڑی ہوئی باتیں ہیں، ان کو ترک کر دینا چاہئے..... ان کو شرعی سمجھ کر لپکانا، بنانا، کھانا بدعت ہے۔ (کفایت المفتی: 2/283، ادارہ الفاروق کراچی)

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”کونڈوں کی مردجہ رسم محفوظ ہے اصل، خلاف شرع اور بدعت ہے۔ 22 ربیعہ نہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی تاریخ ولادت ہے اور نہ ہی تاریخ وفات، اس کا حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تعلق؟“ 22 ربیعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ہے۔ اس رسم کو محفوظ پرده لپوشی کے لیے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ وہ حقیقت یہ رسم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔ جس وقت یہ رسم بجالائی گئی اس وقت اہل سنت کا غلبہ تھا (اس لیے خفیہ منائی گئی)، الہمنا برادران اہل سنت کو اس رسم سے بہت دور رہنا چاہئے، نہ خود اس رسم کو بجا لائیں اور نہ ہی اس میں شرکت کریں۔“ (فتاویٰ محمودیہ: 1/220، ادارہ الفاروق کراچی)

حضرت مفتی رشید احمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”کونڈوں کی مردجہ رسم دشمنان صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اظہار مسرت کے لیے ایجاد کی ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں، وہ مروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں (حسن الفتاوی: 1/368)

حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”اس رسم میں ہرگز شرکت نہیں کرنی چاہئے، بلکہ حتیٰ الوع اسے مٹانے کی کوشش کرنی چاہئے، اس دن نیک مقصد کے تحت خیرات کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی، کیونکہ اس میں تسبیح بالروافض ہے، نیزان کے نکروہ ترین عمل کو تقویت دینا ہے، اس عمل کی بنیادی غرض ہی صحابی رسول کی توبہ ان اور مسلمانوں کے جذبات کو مجرور کرنا ہے۔“ (خیر الفتاوی: 1/572)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں: ”آج کل معاشرے میں فرض، واجب کے درجہ میں جو چیز پھیل گئی ہے وہ کونڈے ہیں، نماز پڑھنے نہ پڑھنے، روزہ رکھنے رکھنے، گناہوں سے بچنے نہ بچنے لیکن کونڈے ضرور کرے، خدا جانے یہ کونڈے کہاں سے نکل آئے، نہ قرآن کریم سے ثابت ہیں، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے، نہ تابعین سے نہ تبع تابعین سے اور نہ بزرگانِ دین سے، اس کی کوئی اصل نہیں، (بس) ہماری قوم مزہ اور لذت کی خونگر ہے، اس طرح کی چیزوں نے امت کو خرافات میں بٹلا کر دیا۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی، یہ امت روایات میں کھو گئی۔

(ما خواز اصلاحی بیانات: 1/54)

شب مراج منانے کی جقیقت

27 رجب کی شب، شب مراج کے نام سے مشہور ہے، اس رات میں خاص طریقے پر خاص تعداد میں نمازیں پڑھی جاتی ہیں، ان کو "صلوٰۃ الرغائب" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس شب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شب کو مراج پر تشریف لے گئے تھے، پہلی بات تو یہ کہ واقعہ مراج کی تاریخ میں اختلاف ہے، کسی نے بھی تعین کے ساتھ نہیں لکھا ہے کہ یہ واقعہ ستائیں رجب کی شب کو پیش آیا ہے، بالفرض والحال اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر قرآن و حدیث اور صحابہ و تابعین میں سے اس رات میں اس مخصوص عبادت کے بارے میں کہیں بھی منقول نہیں ہے بلکہ محدثین اور فقہاء نے اس کی بھر پور تردید فرمائی ہے۔

علامہ مجحی الدین امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: 27 رجب اور شعبان کی پندرہویں رات کی مخصوص نمازیں سنت نہیں، بلکہ ناجائز اور بدعت ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "اس شب کے لیے مخصوص نوافل کا اہتمام کہیں ثابت نہیں، نہ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، نہ تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ علامہ حلی تلمیذ شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے غنیۃ المستملی، ص: 411 میں، علامہ ابن حجیم رحمۃ اللہ علیہ نے الاجر الرائق شرح کنز الدقائق، ج: 2، ص: 56، میں، علامہ طحطاوی نے مرافق الفلاح، ص: 22 میں، اس رواج پر نکیر فرمائی ہے اور اس کے متعلق جو فضائل نقل کرتے ہیں ان کو رد کیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: 3/284، ادارہ الفاروق کراچی)

27 رجب کا روزہ

عوام الناس میں ستائیں رجب کے روزے کو فضیلت والا سمجھا جاتا ہے اور وہ رجب کی ستائیں سویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا ثواب ایک ہزار روزہ کے برابر سمجھتے ہیں۔ اسی واسطے اس روزہ کو "ہزاری روزہ" کہتے ہیں، مگر یہ فضیلت ثابت نہیں، کیونکہ اکثر روایات اس بارے میں موضوع ہیں اور بعض جو موضوع نہیں وہ بھی بہت زیادہ ضعیف ہیں، اس لیے اس دن کے روزہ کو زیادہ ثواب کا باعث یا اس دن کے

روزہ کے متعلق سنت ہونے کا اعتقاد نہ رکھا جائے۔ علمائے کرام نے اپنی تصانیف میں اس کی بہت تردید کی ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہی نے ”تبیین العجب بما ورد فی فضل رجب“ کے نام سے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے، جس میں انہوں نے رجب سے متعلق پائی جانے والی تمام ضعیف اور موضوع روایات پر محدثانہ کلام کرتے ہوئے سب کو باطل کر دیا ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ رجب کے مہینے میں ”تبارک“ اور 27 رجب کو روزہ رکھنے کے متعلق فرماتے ہیں: ”اس امر کا التزام نادرست اور بدعت ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ، ص: 148)

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب رضی اللہ عنہی فرماتے ہیں: ”ستانیسویں رجب کے روزے کو جو عوام ہزارہ روزہ کہتے ہیں اور ہزار روزوں کے برابر اس کا ثواب سمجھتے ہیں، اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔“ (فتاویٰ دارالعلوم مدل و مکمل: 6/ 491-492)

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ماہ رجب میں تاریخ مذکورہ میں روزہ رکھنے کی فضیلت پر بعض روایات وارد ہوئی ہیں، لیکن وہ روایات محدثین کے نزدیک درجہ صحت کو نہیں پہنچیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہی نے ”اثبات بالسنة“ میں ذکر کیا ہے۔ بعض بہت ضعیف ہیں اور بعض موضوع (من گھڑت) ہیں۔“ (فتاویٰ محمودیہ، 3/ 281، ادارہ الفاروق کراچی)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ”27 رجب کے روزہ کا کوئی ثبوت نہیں۔“ (سات مسائل صفحہ: 5)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس بدعت کا سد باب کیا
یہ تمام فتاویٰ جات ماضی قریب کے ہیں، مگر اس سے بڑھ کر یہ کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بعض لوگ 27 رجب کو روزہ لازم سمجھ کر رکھنے لگے۔ جب حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو پتا چلا کہ 27 رجب کا خاص اہتمام کر کے لوگ روزہ رکھ رہے ہیں، تو چونکہ ان کے یہاں دین سے ذرا ادھر ادھر ہونا ممکن نہیں تھا، چنانچہ وہ فوراً گھر سے نکل پڑے، اور ایک ایک شخص کو جا کر زبردستی فرماتے کہ ”تم میرے سامنے کھانا کھاؤ، اور اس بات کا ثبوت دو کہ تمہارا روزہ نہیں ہے،“ باقاعدہ اہتمام کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خاموش رہنا اس لیے تھا تاکہ لوگوں کو یہ خیال نہ ہو کہ آج کا روزہ زیادہ فضیلت کا ہے، بلکہ جیسے اور دنوں میں نفلی روزہ رکھے جاسکتے ہیں، اسی طرح اس دن کا بھی نفلی روزہ رکھا جاسکتا ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں، آپ نے یہ اہتمام اس لیے فرمایا تاکہ، بدعت کا سد باب ہو، اور دین کے اندر اپنی طرف سے زیادتی نہ ہو۔

اس رات میں جاگ کر کوئی برائی کر لی

اس سے اس بات کا جواب بھی معلوم ہو گیا کہ بعض لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ "اگر ہم نے اس رات میں جاگ کر عبادت کر لی اور دن میں روزہ رکھ لیا تو کونسا گناہ کر لیا؟ کیا ہم نے چوری کر لی؟ یا شراب پی لی؟ یا ڈاکا ڈالا؟ ہم نے رات میں عبادت ہی تو کی ہے، اور اگر دن میں روزہ رکھ لیا تو کیا خرابی کا کام کیا؟"

دین "اتباع" کا نام ہے

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بتلا دیا کہ خرابی یہ ہوئی کہ، اس دن کے اندر روزہ رکھنے کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا، اور "خود ساختہ اہتمام والتزام" ہی اصل خرابی ہے، سارے دین کا خلاصہ "اتباع" ہے، کہ ہمارا حکم مانو، نہ روزہ رکھنے میں کچھ رکھا ہے، نہ افطار کرنے میں کچھ رکھا ہے، اور نہ نماز پڑھنے میں کچھ رکھا ہے، جب ہم کہیں کہ نماز پڑھو تو نماز پڑھنا عبادت ہے، اور جب ہم کہیں کہ نماز نہ پڑھو تو نماز نہ پڑھنا عبادت ہے، جب ہم کہیں کہ روزہ رکھو تو روزہ رکھنا عبادت ہے اور جب ہم کہیں کہ روزہ نہ رکھو تو روزہ نہ رکھنا عبادت ہے، اگر اس وقت روزہ رکھو گے تو یہ دین کے خلاف ہو گا۔ تو دین کا سارا اکمال "اتباع" میں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ یہ حقیقت دل میں اتار دے تو ساری بدعتوں کے خود ساختہ التزامات کی جڑ کٹ جائے۔

اب صورت حال یہ ہے کہ ہر خرافات کو عبادات کے درجہ میں سمجھا جاتا ہے اور جو ان کو نہ کرے اسے برا بھلا کہا جاتا ہے، حالانکہ خود ان خرافات کی کوئی اصل نہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کی وفات پر خوشی یہ ایک مسلمان کیسے کر سکتا ہے، مگر افسوس کہ دشمنان صحابہ کی ایجاد کردہ خرافات ان کی دیکھا دیکھی اہل سنت میں بھی عام ہوتی چلی گئی، اور حالت یہ ہے کہ نادان اور ناواقف مسلمان ان خرافات کو



بڑے اہتمام سے کرتے ہیں۔ یہ بات تمام مسلمانوں کے لیے لمحہ فکر یہ ہے کہ ایسی رسمیں جو بعض صحابہ اور توہین صحابہ پر مبنی ہیں اسے ہم اہل سنت بڑے اہتمام سے عبادت سمجھ کر ادا کریں، تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان تمام خرافات کو حقیقت کی کوشش کریں اور ناواقف مسلمانوں کو دین کی حقیقت سے آگاہ کریں، کہس ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے دن ہمیں دشمنان صحابہ کی صفائی میں کھڑا کر دیا جائے۔

رجب کی روٹی

رجب المرجب کا مہینہ جب آتا ہے تو کچھ لوگ جمعہ کے دن میٹھی روٹی پکاتے ہیں اور اکتا لیں مرتبہ سورہ ملک پڑھتے ہیں، اس کو ”تبارک“ کہتے ہیں اور روٹی کویت کی طرف سے فدیہ صدقہ خیرات سمجھ کر تقسیم کرتے ہیں۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، رجب کی روٹی کے بارے میں مفتی محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نہ فقہاء محدثین کی کتب سے بلکہ من گھڑت ہے، ایسی چیز کو شریعت میں بدعت کہتے ہیں، اس کا ترک کرنا واجب ہے۔“ (فتاویٰ محمودیہ: 3/282، ادارہ الفاروق کراچی)

ان مذکوzenہ بالا تمام باتوں کے بعد ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی اصل کی جانب لوٹ آئیں اور بدعاویں و خرافات سے توبہ تائب ہو کر فرائض، واجبات اور سنن کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ اس سے پہلے جتنی بھی خرافات کی ہیں اس کی اللہ تعالیٰ سے خوب گزگڑا کر معافی مانگیں۔



ماہ رجب کی دعا

جب ماہ رجب شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ دعا فرماتے:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ.

”اے اللہ! ہمارے لیے رجب و شعبان میں برکت فرماؤ اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔“

(کشف الأستار: ۶۱۶، شعب الایمان: ۳۸۱۵)

خواتین کے لیے چند احکام و آداب

مولانا مبین الرحمن

اپنی حیا اور عفت کی حفاظت پر عظیم انعام

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب عورت پنج وقتہ نماز ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی حیا اور عفت کی حفاظت کرے اور (جائز کاموں میں) اپنے شوہر کی اطاعت کرے؛ تو وہ جنت میں جس دورازے سے چاہے داخل ہو جائے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

إِذَا صَلَّيْتِ الْهَرَأَةَ حَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَصَنَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا: دَخَلْتَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءْتَ۔

(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۳۱۶۳)

پرده عورت کے لیے انعام خداوندی

اللہ تعالیٰ نے عورت کو پرده کرنے کا حکم دیا ہے جو کہ عورت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا انعام ہے، اسی پردوے میں عورت کی عزت ہے، یہی عورت کی حیا کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ جو عورت پرده کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت کی بے شمار نعمتوں عطا کرتا ہے، جن میں سے بڑی نعمت یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ ایسی عورت سے راضی ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک مسلمان عورت کے لیے اس سے بڑھ کر نعمت اور خوشی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ اس سے راضی ہو جائے۔

عورت سراپا پرودہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرِفَهَا الشَّيْطَانُ۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۱۱۸۳)

ترجمہ: "حضرور القده صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: عورت سراپا پرودہ ہے، جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے۔"

یعنی شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو اس بات پر ابھارے کہ وہ اس عورت کو دیکھ کر بدنظری اور دیگر گناہوں میں بستلا ہوں۔

عورت کے لیے افضل جگہ

اللہ تعالیٰ کو عورت کا پردازے میں رہنا اتنا پسند ہے کہ عورت جتنا پردازے میں رہتی ہے اور جتنا زیادہ اپنے آپ کو نامحرم مردوں سے چھپاتی ہے تو اتنا ہی اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے، حتیٰ کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ: حضرور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: عورت تو پردازے کی چیز ہے، جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔ اور عورت اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے، جب وہ اپنے گھر کے کسی کونے اور پوشیدہ جگہ میں ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرِفَهَا الشَّيْطَانُ، وَأَقْرَبَ مَا تَكُونُ مِنْ رَبِّهَا إِذَا هِيَ فِي قَعْدَةٍ بَيْتِهَا۔

(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۵۵۹۹)

عورت کے لیے نماز پڑھنے کی افضل جگہ

حضرور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: عورت کے لیے صحن میں نماز پڑھنے سے زیادہ افضل یہ ہے کہ وہ کمرے میں نماز پڑھے، اور کمرے میں بھی زیادہ افضل یہ ہے کہ وہ کسی کونے (اور پوشیدہ جگہ) میں نماز ادا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ تَمَّا فِي مُجَرَّبَتِهَا، وَصَلَاةُ تَمَّا فِي مُجَدَّعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ تَمَّا فِي بَيْتِهَا۔

(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۵۷۰)

بیجان اللہ! نماز جیسی اہم عبادت میں بھی پردے کا خوب اہتمام کرنے کی فضیلت اس حدیث مبارک سے واضح ہو جاتی ہے۔

مرد اور عورت کی نماز میں فرق کی وجہ

شریعت نے عورت اور مرد کے مابین نماز کے معاملے میں بھی واضح فرق رکھا ہے، جس کی وجہ سے متعدد مقامات میں عورت کی نماز مرد کی نماز سے مختلف ہے۔ مرد اور عورت کی نماز میں فرق کی وجہ بھی یہی ہے کہ عورت نام ہی حیا اور پردے کا ہے، اس لیے عورت کے لیے نماز میں وہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے جو عورت کے لیے زیادہ ستر اور پردے کا باعث ہو، جیسا کہ امام محمد بن الحنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَجْمَاعُ مَا يُفَارِقُ الْمَرْأَةَ فِيهِ الرَّجُلُ مِنْ أَحَدَّ حُكْمَ الصَّلَاةِ رَاجِعٌ إِلَى السَّنَدِ، وَهُوَ أَئْتَاهَا مَأْمُورَةً بِكُلِّ مَا كَانَ أَشْتَرَ لَهَا۔ (المن کبری للحنفی، باب ما يحب للمرأة من ترك ايجانی فی الرکوع والحمدود)

ترجمہ: ”مرد اور عورت کی نماز میں باہمی فرق کے تمام تر مسائل کی بنیاد ستر اور پردہ ہے، چنانچہ عورت کو نماز میں اسی طریقے کا حکم دیا گیا ہے جو عورت کے لیے زیادہ ستر اور پردے کا باعث ہو۔“

دنیا میں نازیبالباس پہننے پر شدید وعید

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دو چہنی گروہ ایسے ہیں جن کو میں نے اب تک نہیں دیکھا: ایک تو وہ لوگ جن کے پاس گائے کی ذم کی طرح کوڑے ہوں گے جن کے ذریعہ وہ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسری وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود نگنی ہوں گی، (ناحرم مردوں کو) اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور خود بھی (آن کی طرف) مائل ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کے جھکے ہوئے کوہانوں کی طرح ہوں گے، ایسی عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوبیوں نگھیں گی، حالانکہ جنت کی خوبیوں تو اتنی اتنی دور سے سوچی جاتی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے:

صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرْهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضِيرُونَ بَهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَأَسِيَّاثٍ عَارِيَاتٍ مُمْيَلَاتٍ مَائِلَاتٍ، رُؤُسُهُنَّ كَأَسِينَةِ الْبُحْتِ الْمَائِلَةُ لَا يَدْخُلُنَّ الْجَنَّةَ وَلَا يَمْدُنَّ رِيمَحَهَا.... (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۵۷۰۲)



لباس پہننے کے باوجود ننگی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو لباس اس قدر چھوٹا ہو گا کہ اس میں سترنہ چھپ سکے گا، یا اس قدر چست ہو گا کہ جس سے جسم کی بیت ظاہر ہو گی، یا اس قدر باریک ہو گا کہ جس سے جسم نمایاں ہوتا ہو گا۔

مردوں کی مشابہت اختیار کرنے پر لعنت کی وعید

حضور ﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مرد جیسا لباس پہنتی ہے، حدیث شریف میں ہے:

لَعْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلِ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةُ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ۔

(سنن ابی داود، رقم الحدیث: ۲۱۰۰)

عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنے میں شرعی احکام کی پاسداری

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ پرده عورت کے لیے نہایت ہی اہم ہے اور اس کے لیے گھر میں رہنا ہی اصل حکم ہے، اسی میں اللہ کی رضا ہے۔ البتہ شریعت نے شدید مجبوری میں عورت کو گھر سے نکلنے کی اجازت دی ہے، لیکن یہ اجازت بھی چند شرائط کے ساتھ ہے۔ ان شرائط کی رعایت کرتے ہوئے عورت باہر نکل سکتی ہے۔ ذیل میں عورت کے لیے راہ چلنے کے آداب و احکام بیان کیے جاتے ہیں:

خواتین کے لیے راہ چلنے کے آداب و احکام

راہ چلتے ہوئے نظر کی حفاظت

راہ چلتے ہوئے جس طرح مرد حضرات کے لیے غیر محروم عورتوں سے نگاہ کی حفاظت ضروری ہے، اسی طرح یہ حکم عورتوں کے لیے بھی ہے، کیوں کہ بدنگاہی سنگین گناہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں عورتوں کو بھی نگاہوں کی حفاظت کا حکم فرمایا ہے:

وَقُلْ لِلّمَوْمِنِ يَعْضُضُنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَخْفَظُنَ فُرُوجَهُنَّ۔ (سورہ النور: ۱۳)

ترجمہ: ”اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں بچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔“



نظر وں کی حفاظت راستے کے حقوق میں سے ہے
راستہ کا ایک حق یہ بھی ہے کہ غیر محرم سے نظر وں کی حفاظت کی جائے۔ یہ حکم جس طرح مردوں
کے لیے ہے، اسی طرح خواتین کے لیے بھی ہے کہ وہ راہ چلتے ہوئے غیر مردوں سے اپنی نگاہوں کی حفاظت
کریں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

”... فَإِذَا أَبْيَتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوهَا الظَّرِيقَ حَقَّهُ، قَالُوا: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ:
غَضْبُ الْبَصَرِ وَكُفُّ الْأَذْى...“
(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۵۶۸۵)

خوبصورتگار ناجرم مردوں کے پاس سے گزرنے پر وعید
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ہر (بد نظری کرنے والی) آنکھ زنا کار ہے، اور جب کوئی عورت
خوبصورتگار لوگوں کے پاس سے گزرے تو ایسی عورت زنا کار ہے، جیسا کہ سنن الترمذی میں ہے:
”عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالْمَرْأَةُ إِذَا
اسْتَعْظَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَيَهْيَ كَذَا وَ كَذَا يَعْنِي زَانِيَةً.“ (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۷۸۶)

خواتین کے لیے راستے کی کسی ایک جانب چلنے کا حکم
خواتین کے لیے راستے کے درمیان میں چلنے کی اجازت نہیں، بلکہ احادیث کی رو سے ان کے لیے حکم یہ
ہے کہ وہ راستے کے دائیں یا باکیں کسی ایک جانب ہو کر چلیں، اس طرح کسی ایک طرف چلنے کے متعدد فوائد ہیں کہ
اس سے راستے کے درمیان والا حصہ مردوں کے لیے خاص ہو جاتا ہے، جس کے نتیجے میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ
اختلاط بھی نہیں ہوتا، آمنا سامنا بھی نہیں ہوتا، شعب الایمان میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

”لَيْسَ لِلنِّسَاءِ سَرَاطٌ الظَّرِيقَ يَعْنِي وَسْطَ الظَّرِيقِ.“ (شعب الایمان، رقم الحدیث: ۷۸۳۶)

ترجمہ: ”عورتوں کے لیے راستے کے درمیان میں چلنے کا حق نہیں۔“

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے باہر کھڑے تھے کہ راستے میں
مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا کہ: پیچھے ہٹو، تھیس راستے کے
درمیان میں چلنے کا حق نہیں، بلکہ تم پر لازم ہے کہ راستے کے ایک طرف ہو کر چلو۔ چنانچہ اس ارشاد کے نتیجے

میں عورت راستے کے ایک طرف اس قدر دیوار سے لگ کر چلتی کہ دیوار میں اس کے کپڑے وغیرہ اٹک جاتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مردوں اور عورتوں کا باہمی اختلاط اور رش کا ہونا منوع ہے، اس لیے عورتوں کو راستے میں اس طرح چلنا چاہیے کہ ان کا مردوں کے ساتھ اختلاط نہ آئے۔

راہ چلتے ہوئے خاموشی اختیار کریں

ایک بادیا مسلمان خاتون کی حیا کا تقاضا یہ ہے کہ وہ راہ چلتے ہوئے خاموش رہے، تاکہ ان کی باتوں کی وجہ سے مرداؤں کی طرف متوجہ نہ ہوں اور یہ مردوں کے فتنے کا باعث نہ بنے۔ آج کل نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے مسلمان خواتین راہ چلتے ہوئے باتیں کیے جاتی ہیں، گپ شپ لگاتی ہیں، یقیناً ان بے حیائی کی حرکتوں کی وجہ سے متعدد فتنے وجود میں آئے ہیں۔ کیا ان مسلمان خواتین سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ وہ یہ باتیں گھر جا کر کر لیا کریں؟۔

ان تمام احادیث مبارکہ اور تفصیلات سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو جاتی ہے کہ اللہ کے نزدیک عورت کے لیے پردہ کرنا کس قدر پسندیدہ اور اہم ہے۔ اس لیے تقاضا یہ ہے کہ جب عورت کسی ضرورت کے لیے گھر سے نکلنے تو اس کو چاہیے کہ ایک توکمل پردے کے ساتھ باہر نکلنے۔ دوسرا یہ کہ باہر نکلنے وقت ایسا برقع نہ پہنئے جس سے اس کا پردہ نہ ہوتا ہو، حیا کی حفاظت نہ ہوتی ہو، اور جو مردوں کو اپنی جانب متوجہ کرے، کیوں کہ جس طرح بے پردہ ہو کر نکنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، اسی طرح فیشنی اور چست برقع پہن کر باہر نکلنا بھی اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ افسوس کہ آج کل بہت سی خواتین زیب و زینت والے فیشنی اور چست برقعے پہنتی ہیں، جن سے پردے کا مقصد ہی حاصل نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی ہے، جو کہ ایک مسلمان عورت کی شان نہیں ہو سکتی۔ ان تمام آداب و احکام پر عمل کرنے کے نتیجے میں خواتین اپنی حیا اور عزت کی حفاظت بھی کر سکتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کر سکتی ہیں۔



بلاسود بینکاری --- فقہاء کا بے مثال کارنامہ

عبدالمنعم فائز

آج دنیا کا سب سے بڑا مذہب عیسائیت ہے۔ دنیا بھر میں اس مذہب کو مانے والوں کی تعداد دو ارب سے بھی زیادہ ہے۔ پہلی صدی عیسوی سے شروع ہونے والا مذہب آج اکیسویں صدی میں بھی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ اس مذہب میں بھی تقسیم در تقسیم کا عمل شروع ہوا اور ابھی تک جاری ہے۔ آج یہ مذہب ”روم کیتھولک، مشرقی آرٹھوذکس اور پروٹسٹنٹ“ نامی تین الگ الگ فرقوں میں بٹ چکا ہے۔ دنیا پر اقتصادی طور پر قابض اکثر بڑے ممالک کا ریاستی مذہب عیسائیت ہی ہے۔ دنیا کے 197 ممالک میں سے 126 ملکوں میں عیسائی آبادی کی اکثریت ہے۔ آج دنیا کے متعدد بڑے کاروباری ادارے عیسائیوں کی ملکیت ہیں۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے مالک بھی بہت سے عیسائی ہیں۔

دنیا بھر میں پھیلے بیٹکوں کے مالکان بھی عیسائی ہیں۔ ہر طرف پھیلے ہوئے سود میں گھنٹوں گھنٹوں دھنسے افراد کی اکثریت کا تعلق بھی عیسائیت سے ہے۔ مگر کتنی عجیب بات ہے کہ سود عیسائی تعلیمات کی روشنی میں بھی حرام ہی ہے۔ (نجیل متی، 6:34) آپ یہودیت کو دیکھیں۔ عالمگیریت آشادنیا میں اقتصادی بادشاہت کی کرسی پر یہودی ہی بر اجتہاد ہیں۔

یہودیوں کی تعداد گنے پر آئیں تو صرف 2.0 فیصد ہے مگر دنیا بھر کی معیشت پر ان کا قبضہ ہے۔ اسی سے اندازہ لگائیں کہ ڈیڑھ کروڑ یہودیوں نے دنیا کے اسلام کی مخالفت اور پر زور مزاحمت کے باوجود اپنا الگ ملک بنارکھا ہے۔ دنیا کا 90 فیصد میڈیا انہی کے قبضے میں ہے۔ دنیا کی 111 بڑی ملٹی نیشنل کمپنیوں میں سے 99 کے مالک یہودی ہیں۔ وال اسٹریٹ کو دنیا کی تجارتی سرگرمیوں کا مرکز سمجھا جاتا ہے، اس پر

بھی یہودیوں کا ہی کنشروں ہے۔

لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ یہودیت میں بھی سودحرام ہے۔ عہد نامہ قدیم کی کتاب ”احباز“ میں لکھا ہے: ”اور اگر تیر کوئی بھائی مغلس ہو جائے اور وہ تیرے سامنے تنگ دست ہو تو تو اسے سنبھالنا۔ وہ پردیسی اور مسافر کی طرح تیرے ساتھ رہے۔ تو اس سے سود یا نفع مت لینا بلکہ اپنے خدا کا خوف رکھنا تاکہ تیر ابھائی تیرے ساتھ زندگی بر کر سکے۔ تو اپنا روپیہ سے سود پر مت دینا اور اپنا کھانا بھی اسے نفع کے خیال سے نہ دینا۔ (احباز: 25:36)

آپ ہندو ازام کی مثال لیں۔ دنیا میں اس مذہب کو مانے والوں کی تعداد 13.8 فیصد ہے۔ دنیا کے دوسرے بڑے ملک انڈیا میں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ نیپال اور موریش جیسے ممالک میں انہی کی حکومت ہے۔ کم و بیش دنیا کے 20 ملکوں میں موجود اس مذہب کے مانے والوں کو بھی اپنی اقتصادی دانائی پر بہت مان ہے۔ یہود و نصاریٰ کی طرح ہندوؤں کے مذہب میں بھی سودحرام ہے۔ مغل شہزادے ”دارالشکوہ“ اور معروف ہندو پنڈت کے درمیان ہونے والے مکالمے سے واضح ہے۔ (اسرار معرفت)

آپ نے دیکھا کہ دنیا کے تمام بڑے مذاہب میں سودحرام ہے مگر یہ تمام مذاہب دنیا بھر کی تجارت پر بفضلہ پانے کے باوجود بھی سود ختم نہیں کر سکے۔ دنیا بھر کے عیسائیوں کا مرکز ”ویٹ کن سٹی“ یورپ کی اسٹاک مارکیٹوں میں سرمایہ کاری کرتا ہے مگر پوپ ایڈی چوٹی کا زور لگا کر بھی سود کا مقابل نظام نہیں پیش کر سکا۔ دنیا کا ہر یہودی جانتا ہے کہ دوسرے یہودی سے سود نہیں لینا مگر ظلم ستم اور دھنس دھاندی سے دنیا کی پہلی مذہبی ریاست حاصل کرنے والے یہودی بھی اس ریاست سے سود نہیں ختم نہیں کر سکے۔ مگر قربان جائیے اسلام کے فرزندوں پر جنہوں نے دنیا بھر کے طعنے سے مگر پھر بھی سود کا مقابل نظام دنیا کو فراہم کر دیا۔ ایسا مقابل پیش کیا ہے کہ خود عیسائی پوپ کا یہودی بینکار اور ہندو بنیا بھی اسلامی بینکوں میں کھاتا کھلوار ہا ہے۔ ویٹ کن سٹی کے ترجمان روزنامہ اخبار میں پوپ کا بیان شائع ہوتا ہے کہ غیر سودی بینکاری کا نظام عیسائیت کے لیے قابل تقلید ہے۔ برطانیہ میں پانچ مکمل اسلامی بینک کام کر رہے ہیں۔ برطانوی سرمایہ کاروں کی کوشش ہے کہ اسلامی بینکاری کا مرکز دہنی کے بجائے لندن بن جائے۔ وال اسٹریٹ جنز لکھتا ہے کہ یورپ میں غیر مسلموں کی بڑی تعداد اسلامی بینکاری کو ترجیح دیتی ہے۔ اس بے مثال کارنامے پر مسلم فقہاء، علماء اور دانشور بلاشبہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ (بیکریہ شریعہ ایڈ برس)

امتحان میں عمدہ کامیابی کے چند رہنمایا اصول اور مجرب وظائف

عبداللہ عبدالرحیم، متعلم جامعہ دارالتفوی، چوبڑی، لاہور

وارثین انبیاء! امید ہے آپ خیریت سے ہونگے اور اپنے علمی سفر کو عمدہ طریقہ سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعی اور جدوجہد میں مصروف ہونگے، اللہ تعالیٰ آپ کی محنتوں کو قبول فرمائے آپ کو کامیابیوں کی دولت سے مالا مال فرمائے آمین۔

弗روی کا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور آپ کو بخوبی علم ہے کہ اسی مہینہ کے آخر میں ”وفاق المدارس العربیہ پاکستان“ کے زیر اہتمام مدارسِ دینیہ کے (افرادی و اجتماعی) سالانہ امتحان ہونگے ان شاء اللہ، یہ امتحانات طلبہ کی صلاحیتوں کو جانچنے کا بہترین ذریعہ ہیں اس کے ذریعہ طلبہ کی گرشته تعلیمی سال کی محنت لگن سے واقفیت حاصل کر کے آئندہ کے سفر میں ان کے لئے معیار مقرر کیا جاتا ہے۔

لیکن بہت سی مرتبہ ایک بہت ذہین طالب علم جس نے محنت بھی خوب کی ہوتی ہے، اپنے مدرسہ کے تمام اصول و ضوابط پر بھی عمل کیا ہوتا ہے اور وفاق کے کل قوانین کی پاسداری بھی کی ہوتی ہے نیز مطالعہ و تکرار کے اہتمام کے ساتھ ساتھ تمام اس باق بھی خوب دھیان سے پڑھے ہوتے ہیں مگر ان سب چیزوں کے باوجود پرچہ کی تیاری یا پرچہ حل کرنے میں معمولی سی خطاء کی وجہ سے ان صفات سے مزین طالب بھی اپنی صلاحیتوں کو گنوں بیٹھتا ہے۔

اسی وجہ سے ”ماہنامہ دارالتفوی“ کی مجلس ادارت نے یہ فیصلہ کیا کہ حسب سابق اسال بھی فروی



کے شمارہ میں چند صفحات قارئین (طلبه) کے لئے ایسے ہونے چاہیں جو امتحانات کو عمدہ بنانے کے اصولوں پر مشتمل ہوں۔

(1): مکمل کتاب کا دہرانا: اگرچہ آپ کتابوں کے حافظہ ہی کیوں نہ ہوں لیکن اس بات کو یقین بنا سکیں کہ جس کتاب کا آپ کا پرچہ ہے اس سے پچھلے روز کم از کم ایک مرتبہ وہ کتاب مکمل آپ کی نظر سے گزر جائے اس کے لئے سب سے ضروری ہو گا کہ آپ کم از کم امتحان کے دنوں میں اپنا نظام الاوقات بنائیں اور اس میں ہر ایک عمل مثلاً کھانا، سونا، عبادات، تفریح اور پڑھائی کے لئے وقت مقرر کریں پھر جو وقت پڑھائی کے لئے ہوا سے الگ روز کے پرچہ والی کتاب کے صفحات پر تقسیم کر کے اس کے حساب سے تیاری کریں۔

(2): دعاؤں کا اہتمام: کوشش کریں کہ امتحان کے ایام میں اپنی دعاؤں کے اوقات کو پڑھادیں پر نماز کے ساتھ ساتھ تیاری شروع کرنے سے پہلے، رات کسوتے وقت اور صبح تیاری مکمل کرنے کے بعد نیز اسی طرح امتحان ہال میں داخل ہونے سے پہلے خصوصی طور پر دعاء مانگنے کا اہتمام فرمائیں۔

(3): لکھائی / املاء کی درستگی: امتحان میں عمدہ کامیابی کے لئے ایک چیز یہ بھی ضروری ہے کہ آپ نہ صرف اپنی لکھائی میں خوبصورتی پیدا کریں بلکہ زیادہ سے زیادہ لکھنے کی مشتک کریں، علم اور قلم کا آپس میں گہرا رشتہ ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے ہم جویں مگر بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ مدارس کے طلبہ زیادہ تر اس قلم کو پکڑنے سے نآشناہیں جس کی قرآن میں ن والقلم کہہ کر قسم اٹھائی گئی ہے اور علم بالقلم کہہ کر اس کی اہمیت سمجھائی گئی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ایک طالب علم کے لئے عمدہ خط سے نآشناہی بہت ہی عیب کی بات ہے لہذا ابھی بھی آپ کے پاس کچھ وقت ہے اسے غنیمت جانیے اور آج ہی سے اپنی لکھائی درست کیجئے، املاء کی غلطیاں دور کیجئے، حروف، شوشه، دائرے، کش، علامات، تر قیم سب ٹھیک ٹھیک لکھنے اور املاء کی درستگی کے لئے روزانہ کم از کم تین صفحوں کی املاء کیجئے۔

(4): آلات پرچہ کی تیاری: پہلے پرچہ سے ایک روز قبل ہی امتحان ہال میں داخلہ کے لئے



ضروری اشیاء (شاخت نامہ، روپ نمبر سلپ وغیرہ) نیز پرچہ حل کرنے کے آلات قلم، مارکر، پینسل، امتحانی گٹر وغیرہ کی خوب تسلی کر لیں کہ یہ تمام اشیاء آپ کے پاس موجود ہیں؟ اگر نہیں تو ابھی سے ان کا بندوبست کر لیں آخری وقت پر نہ چھوڑیں ورنہ پریشانی کا سامنا ہو سکتا ہے۔

(5): جوابی کاپی کو عمدہ بنائیں : - اب آپ خوب عمدہ تیاری کے ساتھ امتحان ہال میں تشریف لا چکے ہیں لیکن اب بھی اپنی صلاحیتوں کو بچانے کی ضرورت ہے لہذا جوابی کاپی سے متعلق چند باتوں کا خیال رکھیں ۔

(الف) : - سب سے پہلے ضروری مندرجات کو صحیح پر کجھے ۔

(ب) : - پرچہ کے ابتداء میں اسم اللہ لکھ لیں ۔

(ج) : - پرچہ کے کناروں پر مناسب خط کھینچ لیں جو آپ کو بعد میں کام آئے گا ۔

(د) : - جوابی کاپی پر بیل بوئے بنانے سے اجتناب فرمائیں ۔

(ر) : - سوال کی ہر ہرجزی کے لئے علیحدہ سے نمایاں عنوان باندھیں ۔

(س) : - اپنے پرچہ کو عمدہ بنانے کے لئے پیرا گرافنگ، رموز و اوقاف اور قوسین کا استعمال فرمائیں ۔

(4) : - وقت کی نزاکت کو ملاحظہ کر لیجئے مثلاً اگر چار گھنٹے ہوں تو پہلا آدھا گھنٹہ سوالیہ پرچہ کو اچھی طرح پڑھنے کا اور تین گھنٹے سوالات کے اور آخری آدھا گھنٹہ پرچہ کی تصحیح اور نظر ثانی کا ۔

(5) : - سوالیہ پرچہ دیکھتے ہی اندر ہا دھنڈ حل کرنا شروع نہ کر دیں بلکہ پہلے کم از کم تین مرتبہ اچھی طرح اس کو پڑھ لیں ۔

(6) : - سوال حل کرنے سے پہلے اس کا مکمل جواب پہلے ایک مرتبہ اپنے ذہن میں دھرا لیں، اگر آپ سوچ سوچ کر لکھیں گے تو اول تو آپ کا وقت بھی زیادہ لگے گا نیز آپ کے پرچے میں حذف و اضافہ اور کاٹ چھانٹ بھی بہت ہو گی جس سے پرچے کی خوبصورتی کو واضح نقصان پہنچ گا ۔

(7) : - تمام سوالات کو ایک جیسا وقت دیں ۔



(8): سوال کی ہر سچ کو حل کرنے کی کوشش کریں کوئی خالی نہ چھوڑیں۔

(9): پرچہ مکمل حل کرنے کے بعد غور سے اس پر نظر ثانی کر لیں اگر کوئی نئی بات ذہن میں آئے تو اطراف میں یا نیچے حاشیہ میں لکھ دیں۔

(10): آخر میں ایک بہت اہم گزارش یہ ہے کہ امتحان حال میں داخل ہونے کے بعد سوالیہ پرچہ ملے سے پہلے آپ کو جو وقت ملے اسے لایعنی میں ضائع مت کریں بلکہ ذیل میں آپ کی خدمت میں چند اور ادو و نطا ف کھے جا رہے ہیں ان کا یا کوئی اور وظیفہ آپ کے ذہن میں ہو تو اس کا اہتمام کریں تاکہ آپ ذکر اللہ میں مشغول رہیں۔

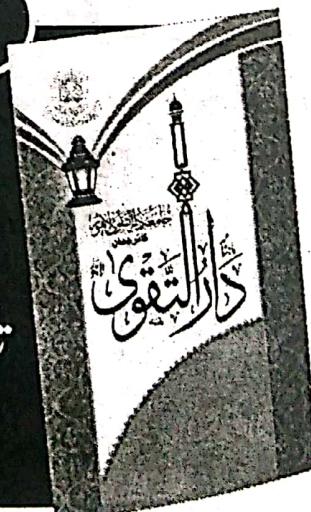
چند مجرب و طائف:

1: امتحان ہال میں داخل ہونے سے قبل دور کعت صلوٰۃ الحاجات پڑھنے کے بعد اسی جگہ پر بیٹھے بیٹھے 11 مرتبہ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ هُوَ الْذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرٍ كَوَالْمُوْمِنِينَ۔

2: امتحان ہال میں اپنی جگہ پر بیٹھنے کے بعد ایک مرتبہ اسم اللہ، 11 مرتبہ رب یسر ولا تعری و تمد بالخیر، 11 مرتبہ درود شریف، 11 مرتبہ یا علیم علمی یا خبیر اخبرنی، 11 مرتبہ رب اشرح لی صدری و یسر لی امری، 11 مرتبہ رب زدنی علیہا پڑھ کر اپنے اوپر اور قلم و کاغذ پر دم کر لیں ان شاء اللہ مفید ثابت ہو گا۔

ہر ماہ با تاعدگی سے شائع ہونے والا

تربيتی، اصلاحی اور تبلیغی رسالہ
تاہبر حضرات اپنے کاروبار اور مصنوعات کی
موثر تشهیر کے لئے ماہنامہ دارالتسقی کا انتخاب کریں



سوانح حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: مولانا ذوالکفل

استاذ جامعہ دارالتفوی، لاہور

قطع نمبر 22

مجد و تبلیغ حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی جهد مسلسل سے عبارت ہے آپ نے اہنی حیات مستعار کی سات دہائیاں دین کی اشاعت اور تبلیغ کی محنت میں وقف کر دیں۔ حاجی صاحبؒ کی جدائی یقیناً ایک غیریقیم تقویٰ ولی سانحہ ہے اور یہ ایسا خلا ہے جو شاید کبھی پرمنہ ہو سکے لیکن قدرت کے فیصلوں کے آگے کون تھہر سکتا ہے، آخرب سب کو جانا ہے اور جانے والے کبھی واپس نہیں آتے، ہاں ان کی حسین یادیں ہمیشہ ہماری زندگی کا حصہ بن جاتی ہیں۔

ان کے انتقال کے بعد یہ بات شدت سے محسوس ہوئی کہ ان کی حقیقی احوال و واقعات مجتمع ہو جائیں تاکہ ان کی سیرت و کردار کے درخشاں پہلوامت کے سامنے آسکیں اور ان کی زندگی کا مطالعہ کر کے لوگوں کو بھی اپنی زندگی کا رخ متعین کرنے میں مددل سکے۔ اسی مقصد کے پیش نظر جامعہ کے شعبہ نشر و اشاعت نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات، دینی و تبلیغی خدمات، تقسیم ہند سے قبل اور بعد کے تبلیغی حالات و واقعات کو خوبصورت انداز میں سمجھا کرنے کا پیڑہ اٹھایا اور منتشر عرصے میں تقریباً سات سو صفحات کی خیم کتاب تیار ہو گئی جو بحمد اللہ چھپ کر منتظر عام پر آچکی ہے جس کی طباعت اول ہاتھوں ہاتھ بک گئی ہے اب اس کی طباعت ثانی پر کام جاری ہے قارئین کے فائدے اور دلچسپی کے لئے اسے اہناء میں قطدار شائع کیا گیا ہے۔ امید ہے قارئین اسے پسند فرمائیں گے۔

ہجرت کی خونچکاں داستان

چنانچہ مولانا سید محمد ثانی حسینی ندویؒ لکھتے ہیں:

”تقسیم کے فوراً بعد سب سے پہلی تبلیغی جماعت جو پاکستان گئی اس کی رواداد سفر بڑی عبرت



ہاک ہے۔ اس جماعت کے ایک رکن نے لاہور پہنچ کر مولانا محمد یوسف صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کو اپنے عجیب اور خطرناک سفر کے تاثرات لکھے تھے، جس کو پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی خدا پر یقین رکھتے ہوئے اور احکام شرعیہ کا خیال کرتے ہوئے سخت سخت حالات کا مقابلہ کرتا ہے تو خدا اس کی کھلی مدد کرتا ہے۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ جب عقل و ہوش مندی یہ کہتی تھی کہ جو جہاں ہے وہ وہیں پکار ہے یا پناہ گزینوں کے کیمپ میں حکومت و طاقت کی حفاظت میں چلا جائے، لیکن تعلق مع اللہ اور ایمان باللہ کہتا تھا کہ مارنے اور جلانے والی صرف ایک خدا کی طاقت ہے مخلوق سے ڈرنا کیسا اس تبلیغی جماعت نے خدا پر بھروسہ کر کے علی الاعلان یہ سفر کیا۔

بے خطر کو د پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشے لب بام ابھی
تاثرات کا یہ مکتوب ہم کو خطر ط کے ایک نادر ذخیرہ سے میسر آگیا اس لیے ہم اس کو نقل کرتے ہیں:

از لاہور۔ ۱۲۳ اگست 1947ء

محترم المقام مخدومنا جناب مولانا محمد یوسف صاحب! ”سلام مسنون! ہماری لاہور جانے والی جماعت جو کہ چھ افراد پر مشتمل تھی آپ سے اجازت لے کر جب اسٹیشن پہنچی تو ہمیں مختلف ذرائع سے یہ پتہ چلا کہ بہ راستہ بھٹنڈا جانا انتہائی خطرناک ہے۔ ہم نے امیر جماعت سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا تو انہوں نے لکا ساجواب یوں دیا:

”فَإِذَا أَعْزَمْتَ فَتُوكِلْ عَلَى اللَّهِ“

اور یوں کہا کہ: ”ہمیں فضاؤں اور ظاہری حالات اور مشاہدہ سے متاثر نہیں ہونا چاہئے، بلکہ یہی حق ہے کہ ہم ایسے میں اپنے آپ کو اللہ پر چھوڑ دیں، اس سے زیادہ اور کون سا وقت ہو گا جب کہ ہم اللہ کے دین کے لیے نکلے ہوئے ہیں،“ غرضے کہ ہم نے امیر کے حکم کے سامنے سرتسلیم خم کرتے ہوئے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کیا۔ وضو کیا، نمازیں پڑھیں اور تعلیم میں مشغول ہو گئے۔ اب تک تو چند مسافر ہمارے ڈبے میں ہم سفر رہے، لیکن اس کے بعد سوائے ہمارے اور بھٹنڈا اترنے والی قلی کے اور کوئی نہ تھا۔ جنید کے

ائیش پر جب ہماری گاڑی پہنچی تو فسادی گروہ در گروہ بلموں (نیزوں) خنجریوں اور چھریوں سے مسلح تھے، آپس میں کانا پھوسی ہم کو دیکھ کر رہے تھے۔ گاڑی کو جب جی چاہتا کھڑا کر لیتے تھے اور جہاں جی چاہتا تھا چلنے کا حکم دیتے تھے۔ غرضے کے ریل کا تمام اسٹاف من و عن انہیں میں سے تھا۔ جب موڑ کا ایش آیا تو ہم نے ایک لاش چادر میں پہنچی ہوئی خون سے لت پت اور دوسری پندرہ سالہ مسلمان پہنچ کی لاش تکواروں سے کٹی ہوئی ریل کی پٹری پر پڑی ہوئی دیکھی۔

فسادی بہ دستور سرگوشیاں کرتے اور ہماری طرف دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ بھٹنڈا سے آجے

جب گیانہ ایش پر ہم پہنچے تو اس وقت تعداد میں فسادی ایک ہزار کے قریب تھے، انہوں نے وہاں گاڑی کھڑی کر لی اور پہلے کچھ دیر مشورہ کیا، بعد میں انہوں نے چار گروپ میں تمام فسادیوں کو اس طرح تقسیم کیا کہ ایک گروہ ڈبہ کے آگے (جن کے پاس تکواریں، بلم اور چھبیساں تھیں) کھڑا کیا، اور دوسرا گروہ مسلح ڈبہ کے اندر دو حصوں میں تقسیم کر کے بھجوادیا۔ ایک حصہ کا کام صرف یہ تھا کہ مال و اسباب، عورتیں اور بچیاں لوٹ کر لے جائیں، اور دوسرا گروہ مسلمان مردوں کو باہر نکال کر ڈبے کے آگے کھڑے ہوئے گروہ کے حوالے کرتا جائے جنہیں وہ منشوں میں کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کرتے تھے۔ تیسرا گروہ گاڑی کے دوسری رخ پر صرف پستولوں سے مسلح تھا کہ جو مسلمان ادھر سے نکل بھاگنے کی کوشش کرے اسے گولی مار دی جائے۔ اور چوتھا گروہ ساتھ ہی نیلپور اور زمین کھود اوزار کے ساتھ اس لیے زمین کھود رہا تھا تاکہ لاشوں کو ساتھ جوڑ کر ان گھڑوں میں خندقوں میں ڈال دیا جاسکے۔ اب انہوں نے قتال کا کام یوں شروع کیا کہ گاڑی کھڑی کر لی اور گاڑی ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسلمان مردوں، عورتوں کو ایک ایک ڈبے سے نکال کر ڈبے کے آگے والے گروہ کے حوالے کر دیا جاتا اور چوتھا گروہ لاشوں کو گذھوں اور خندقوں میں دباتا جاتا اور گاڑی کے دوسرے رخ سے نکلنے والوں کو گولیوں سے بھونا جا رہا تھا۔

ہم نے جب یہ بیت ناک منظر دیکھا تو اللہ میاں سے دعا میں مانگی شروع کیں اور آہستہ سے

ریل کے ڈبے کی سیٹوں کے نیچے پڑ رہے اور بھائی رحمت علی صاحب کو جن کی ڈاڑھی مونچھ نہیں تھی باہر ہی رہنے دیا۔ اتفاق سے ایک ہندو شم پاگل جیسا جس کے سر پر چوٹی، جنبیو اور ہندوانہ وضع قطع بھی صاف دکھ رہی تھی، ہم نے اسے پہلے ہی اپنا لیا تھا اور ایک چودھا سالہ بچہ جو بھائی رحمت علی کا رشتہ دار تھا اسے بہاول پور جانا تھا وہ بھی بیٹھا ہوا تھا، ایک اصلی ہندو اور دونقلی ہندو بن بیٹھتے تھے، جب قتل کرنے والے نوبت بہ نوبت ہمارے ڈبے تک پہنچے (ہاں! اس دوران میں ایک اور بات قابل ذکر یہ ہے کہ اس سے پہلے ایک لاش فسادی ہمارے ڈبے میں پھینک گئے تھے) قتل کرنے والوں کو رحمت علی نے کہا یہاں تو کوئی مسلمان نہیں ہے پہلے یہاں سے ہو گئے ہیں، تم بھی اپنی تسلی کرو! اور یہ لاش ہمارے حوالے اس لیے کر گئے ہیں کہ چلتی گاڑی سے ہم اسے پھینک دیں۔

قتل کرنے والا گروہ ہمارے ڈبے میں چڑھا، دیکھا اور کمرہ خالی پا کر ساتھ دو اے کمرہ پر حملہ کر دیا۔ اس طرح یہ تمام ٹرین میں خون کی ہولی کھیلتے ہوئے دوسرے سرے تک پہنچے۔ ہم نے یہ خیال کیا کہ چلو ”رسیدہ بود بلائے ولے بہ خیر گزشت“، لیکن اگلے اسٹیشن پر ہو بہو یہی انتظام اسی فعل کے ساتھ عمل میں لایا گیا۔ آنکھوں دیکھئے اور سننے میں زین آسمان کا فرق ہے، ہم جو دیکھ رہے تھے حیثے امکان سے باہر ہے کہ وہ صفحہ قرطاس پر اپنے احساسات و کیفیات کے ساتھ رقم کر سکیں، ان کے قاتل کا ڈھنگ اولاً جو عرض کیا گیا آخر تک یہی رہا اور اس دوران میں چھتیں میل کے رقبے میں گاڑی کو تیرہ مرتبہ کھڑا کیا گیا اور مذکورہ طے شدہ طریق قاتل سے فسادی ہولی کھیلتے رہے۔

ہماری طرف سے انہیں یقین ہو چکا تھا کہ یہاں کوئی مسلمان نہیں۔ آخر ہم پانچ آدمی، سید رسول شاہ، مولوی عبد الوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولوی صدیق صاحب، اکرام صاحب، محمود صاحب، یکے بعد دیگرے آہستہ آہستہ اس ڈبے کے بیت الخلاء میں گھس گئے، جہاں ہمیں ساڑھے چار گھنٹے تک محصور رہنا پڑا۔ ہمارا اندازہ ہے کہ فسادی اس ڈبے میں تیرہ بار آئے، لیکن حق تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے ہم بال بال بچ گئے، لیکن معصوم پھوپھوں کی چینیں، عورتوں کا

واویلا اور مردوں کا کراہنا قتال کے وقت کی ایسی چیزیں ہیں جن کے نقوش زندگی بھر تک ہمارے دل سے نہیں مٹ سکتے۔ اور مقتولین مسلمانوں کی تعداد کم از کم دوسو سے زیادہ ہو گئی، جن میں بوڑھے، بچے، عورتیں شامل ہیں۔

فسادیوں نے اپنی طرف سے کوئی لاش بھی گاڑی میں نہیں چھوڑی۔ لاہور کے اسٹیشن پر آٹھ لاشیں ان لوگوں کی میں جو گھائل تھے، جنہوں نے فیروز پور اور لاہور کے درمیان دم توڑ دیا۔، ایک قافلہ جو بیس یا بیس افراد پر مشتمل تھا اور ان میں سے ایک آدمی جب ہم دعا کر رہے تھے آ کر شامل دعا ہوا اور تھوڑی دیر بعد اپنے گروہ میں چلا گیا۔ یہ ابتداء کا واقعہ ہے..... اللہ تعالیٰ کے راستے پر پڑنے اور نکلنے میں جو برکات تھے، ہم نے بد درجہ اتم اس سفر میں دیکھے اور ہم ہی سے ہر ایک اس وقت یہی کہتا تھا کہ اللہ اس وقت ان ظالموں سے اگرنجات دے دے تو ساری عمر ہم تبلیغ کے کاموں میں گزار دیں گے۔ ہم محفوظ و مامون طریقے سے اپنی منزل مقصود کو پہنچ گئے، اس لیے یہ خیریت نامہ تحریر کر رہے ہیں۔

ہم آتے ہی اپنے کام میں لگ گئے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ زندگی بھر لگے رہیں گے اور لوگوں کے اس نوع پر پڑنے اور کام یابی کے نمایاں طور پر اثرات نظر آ رہے ہیں، خصوصی طور پر دعا فرمائیں۔“ مندرجہ بالا مکتوب سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پورا مشرقی پنجاب مسلمانوں کے لیے آگ کی بھٹی بن چکا تھا، نہ مال و زر محفوظ، نہ جان و ایمان کی خیر تھی۔ بعض وعداوت، نفرت، غیظ و غضب کا دور دورہ تھا اور مسلمان کشی کی وباء پھیل چکی تھی۔ ان علاقوں میں جو مسلمان بچے کھچے رہ گئے تھے وہ اتنے سبھے ہوئے تھے کہ ایک قدم چلانا بھی موت کو دعوت دینے کے متراوٹ سمجھتے تھے

چال ہے مجھ نہم جاں کی مرغ بُمل کی تڑپ

ہر قدم پر ہے گماں یاں رہ گیا وہاں رہ گیا

مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تمنا اور آرزو تھی کہ خدا کا نام لینے والے اسلام کے اس اجزے

ہوئے دیا اور دیرانہ میں پھر سے جائیں اور خدا کا نام بلند کریں اور ان مسلمانوں کی ڈھارس بندھائیں جو دور دراز علاقوں میں چھپے ہوئے ہیں اور ان غیر مسلم حضرات کے سامنے صحیح اسلام کی تصویر پیش کریں جو انہوں نے اپنے ہم سایہ مسلمانوں کے غلط طریقوں اور خلاف اسلام اعمال سے غلط سمجھا ہے اور وہ معصوم انسانوں کے پیاسے ہو گئے ہیں۔ اس لیے کہ ان غیر مسلموں میں کثرت ان لوگوں کی ہے جنہوں نے علمی اور صرف بھڑکانے سے فساد کیا ہے۔ لیکن اس پر آشوب دور میں یہ کام تھا، بہت مشکل اول تو راستہ ہی نہ تھا۔ دوم وہ داخل ہی نہیں ہو سکتے تھے۔ اس کا راستہ ہم دار کرنے کے لیے کئی سال چاہیے تھے۔ اس آگ کے الاہ میں کو دنا ہر ایک کے بس کی بات نہ تھی۔ بڑے سے بڑا مل عزیمت بھی اس پر عمل کرنا ممکن سمجھتا تھا۔“

حاجی صاحب فرماتے تھے کہ راستے میں میں اپنے ساتھیوں سے کہتا تھا کہ نیت کرو ان تمام قتل کرنے والوں کو جنت میں لے جائیں گے۔

ساتھی کہتے ہیں قتل کر رہے ہیں اور تو کہنا ہے ان کو جنت میں لے جانا ہے۔ بڑی مشکل سے ساتھیوں سے نیت کرو اما۔ (حاجی) ہے



انتقال پر ملال

حضرت مولانا منظور احمد نعماشی کے صاحبزادے مشہور مصنف مولانا تیقی الرحمن سنبلی گزشتہ دنوں انڈیا میں انتقال فرمائے، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

جامعہ قاسم العلوم فقیر والی کے استاذ حضرت مولانا محمد قاسم قاسمی صاحب بھی گزشتہ دنوں را ہی دارالبقاء ہوئے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کے صاحبزادے حضرت مولانا مطیع الرحمن درخواستی گزشتہ دنوں داغ مفارقت دے گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

الل شوری، اساتذہ و طلباء جامعہ دارالتفوی کی طرف سے دلی تعزیت و دعاء، الل تعالیٰ مرحومین کو جنت میں اعلیٰ درجات نصیب فرمائیں اور لوحقین کو صبر جیل عطا فرمائیں۔ آمین

جامعہ دارالتوحیٰ کے فضلاء اجتماع کی تفصیلی رپورٹ

مولانا عبدالودود ربانی

جامعہ دارالتوحیٰ کا شمار ملک کی معروف دینی درسگاہوں میں ہوتا ہے جس کی ملک بھر میں ڈیڑھ درجن سے زائد شاخیں کام کر رہی ہیں جہاں سینکڑوں کی تعداد میں بنیں و بنات زیور تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ مدرسے سے فارغ التحصیل ہونیوالے قدماء و قدیمات کی تعداد بھی اب سینکڑوں میں ہے اور سال بے سال اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ فراغت کے بعد بعض فضلاء تعلیم و تعلم کے میدان میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ بعض ملک و بیرون ملک مختلف جامعات اور یونیورسٹیوں میں داخلہ لے کر مزید تعلیم حاصل کرتے ہیں، قدیمات شادیوں کے بعد امور خانہ داری میں مصروف عمل ہو جاتی ہیں، یہاں تک تو کوئی مفاسد نہیں کیوں کہ زندگی گزانے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ لیکن معاملات زندگی میں ایسے مصروف ہو جانا جیسے ان کی زندگی کا کوئی اعلیٰ وارفع نصب اعین ہی نہ ہو یا انہوں نے کبھی کسی تحریکی ادارے میں تعلیم ہی حاصل نہ کی ہو تشویش کی بات ہے۔

جن اعلیٰ وارفع مقاصد کے لئے جامعہ کا قیام عمل میں آیا ہے اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو جامعہ کے قیام کے حوالے سے دیکھے گئے سارے خواب چکنا چور ہو جائیں گے۔ اور اگر خدا خواستہ فارغین جامعہ مقاصد جامعہ سے ہم آہنگ زندگی نہ گزار سکے تو خود اس فرد کا اور بحیثیت مجموعی ملت اسلامیہ کا زبردست خسارہ ہو گا۔ ملک بھر کے اکثر بڑے مدارس سال میں ایک دفعہ اپنے فضلاء کو جمع کرتے ہیں جس کے بہت سے مقاصد ہوتے ہیں، ان میں سب سے بڑا مقصد یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ جن بنیادوں پر ادارہ قائم کیا گیا تھا جامعہ کے فضلاء ان مقاصد کو کس حد تک پورا کر رہے ہیں اور معاشرے کی فلاح و اصلاح



میں ان کا کیا کردار ہے۔ ان اجتماعات کے دیگر مقاصد میں مختلف شعبہ جات میں دینی خدمت کرنے والے فضلاء کی حوصلہ افزائی، اساتذہ سے میل ملاقات، دین کی خدمت کرنے کے بہت سے موقع کی طرف رہنمائی، پیش آمدہ مختلف مسائل میں مشاورت وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ یہ اجتماعات اپنی نوعیت کے بہت مفید اجتماعات ثابت ہوتے ہیں جس کے ذریعے مدارس کے فضلاء کو زمانے کے جدید تقاضوں سے ہم آہنگی بھی ملتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے آٹھ سالہ تعلیمی نظام کو معاشرے میں عملی صورت کے اندر دکھنے کی خواہش ابھرتی ہے۔ جامعہ دارالاقوی میں بھی یہ اجتماع ہر سال انہی مقاصد کو دیکھتے ہوئے منعقد کیا جاتا ہے۔

اموال بھی الحمد للہ مورخہ 23 جنوری بروز اتوار بمقام جامع مسجد الہلال چوبرجی میں یہ عظیم الشان اجتماع ہوا جو صبح 10 بجے شروع ہو کر رات 8 بجے تک جاری رہا۔ اس اجتماع میں شرکت کے لیے ملک کے دور دراز علاقوں سے فضلاء نے شرکت کی۔ اجتماع کی کامیابی کے لیے تمام فضلاء سے فرد افراد ارباطہ کیا گیا اور انہیں دعوت نامے بھیج کر اجتماع میں شرکت کی باقاعدہ دعوت دی گئی۔ فضلاء جامعہ نے اس دعوت پر لبیک کہا اور اپنی مادر علمی کی طرف کھنچنے چلے آئے۔ فضلاء کی آمد کا سلسلہ الحمد للہ ایک دن قبل ہی شروع ہو گیا تھا۔ جامعہ کی طرف سے تقریب سے پہلے آنے والے مہمانوں کے قیام و طعام کا بھی معقول انتظام کیا گیا۔ مشورے سے اس مبارک تقریب کا وقت صبح دس بجے طے ہوا اور اللہ کے فضل سے مقررہ وقت پر اس اجتماع کی پہلی نشست کا آغاز ہو گیا۔ نشست کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا، تلاوت کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی گئی، مولانا ابوابیم صاحب نے ابتدائی کلمات اور قدماء اجتماع کی غرض وغایت اور اجتماع کا شیدول تفصیل سے بیان کیا۔ ظہر کے بعد دعوت و تبلیغ اور اصلاح نفس کے موضوع پر مولانا عامر رشید صاحب (رکن شوری) نے بیان فرمایا اور مولانا کے بیان کے بعد شرکاء کی تشکیل کی گئی۔

عصر کی نماز کی آدائیگی کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور کے استاذ الحدیث مولاناڈاکٹر یوسف خان صاحب کا بیان ہوا۔ حضرت مولانا یوسف خان صاحب کا شمار اس ملک کے نامی گرامی علماء میں ہوتا ہے دینی و دنیاوی تعلیمی نظام میں مولانا کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ایک ہمہ جہت شخصیت جسے فی زمانہ

جامعہ اشرفیہ کی بنیاد بھی کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ مولانا کی انہائی نوازش کہ جامعہ کی دعوت پر تشریف لائے اور اپنی آمد سے جامعہ کے فضلاء کو سعادت بخشی اور معاشرے میں علماء کی ذمہ داریوں کے حوالے سے ایک پر افروز گفتگو فرمائی۔ تقریباً سوا گھنٹے پر مشتمل یہ بیان ہر عالم اور مدرسے کے فاضل کو سننا چاہیے۔ انہائی نے پڑی الفاظ میں جس طرح مولانا نے بات کی وہ واقعی علماء کے لیے ایک گرانقدر تحفہ ہے علماء کو زمانے کے جدید تقاضوں کو کس طرح پورا کرنا ہے اور اپنی دینی سرگرمیاں کس طرح موثر طریقے سے عوام تک پہنچانی ہیں اس حوالے سے مولانا کی گفتگو یقیناً آبی زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ سلیح ہوئے انداز میں بات کرنا اور اپنی بات کو مخاطب مجمع کو سمجھا دینا الگ الگ فن ہیں اور اللہ نے حضرت کو ان دونوں چیزوں میں جیسا ملکہ دے رکھا ہے وہ کم ہی لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ اللدان کے علم میں مزید برکت عطا فرمائے۔ آمین

مغرب کی نماز کے بعد اگلی نشست کا آغاز ہوا جو نماز عشاء تک جاری رہی اس نشست کی ابتداء بھی تلاوت کلام پاک سے ہوئی۔ اس نشست میں جامعہ دارالتحویٰ کے استاذ الحدیث حضرت مولانا عثمان صاحب کا بیان ہوا۔ بعد نماز عشاء مہتمم جامعہ مولانا اولیس احمد مدظلہ اپنے فضلاء سے مخاطب ہوئے جس میں حضرت استاذ صاحب نے نہایت احسن انداز میں علماء سے جملہ دینی خدمات کی اساس اور بنیاد یعنی ”روحانیت“ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ بات کرنے کے اندر حقیقت ایک باب کی سی شفقت کا احساس جھلکتا محسوس ہوا اس موضوع کے ساتھ حضرت استاذ صاحب نے تبلیغ کے کام اور اس کی اہمیت پر بھی سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ حضرت استاذ صاحب ایک جہاں دیدہ شخصیت ہیں اللدان سے بہت بڑے پیانے پر دین کا کام لے رہا ہے اللہ تعالیٰ انکا سایہ ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے۔ حضرت مولانا جمیل الرحمن مدظلہ کی ہدایات اور دعا پر اس مبارک اجتماع کا اختتام ہوا۔

دعا کے بعد جامعہ کی طرف سے اپنے فضلاء کے لیے ایک پر تکلف عشایے کا اهتمام تھا اس موقع پر کھانا کھلانے کی خدمت پر مأمور طلباء و اساتذہ کے نظم و نق کی داد نہ دینا یقیناً نا انصافی ہوگی انہائی سلیقے اور نظم ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئی سارا انتظام سنبھالا گیا تھا۔ کھانے کے بعد یہ عظیم الشان تقریب اختتم پذیر ہوئی۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ادارے کی خدمات کو قبول فرمائے کہ فلاج دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

مدرسہ فاطمۃ الزہراء علیہ السلام کی قدیمات کے جوڑ کی رپورٹ

جامعہ کی فاضلات کا چوتھا سالانہ جوڑ گلاش راوی اور گارڈن ٹاؤن شاخوں میں الگ الگ ہوا، جس میں سینکڑوں کی تعداد میں قدیمات اور ان کے والدین نے شرکت کی۔

جامعہ کی عمارتوں کو اپنی قدیمات کی آمد کے موقع پر خوب سجا یا گیا تھا، صفائی سفرہ ای کا پہلے سے بڑھ کر انتظام کیا گیا تھا، معلمات اپنی فاضلات کے لئے چشم برائ تھیں۔

10 بجے تلاوت کلام پاک سے تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا، تلاوت کلام مجید کے بعد نعمت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی گئی۔ گرین سٹ کی معلمات نے اپنے مہمانوں کے استقبال کے لئے استقبالیہ نظم پیش کی جسے حاضرین نے بہت سراہا۔ بعد ازاں قدیمات سے فرد افراد کا رگزاری سنی گئی۔ کارگزاری کے بعد اہلیہ سہیل صاحبہ نے پروجیکٹ کی مدد سے مدرسہ کے تعارف اور اب تک کی خدمات پر مشتمل ڈاکومینٹری رپورٹ پیش کی۔

جامعہ دارالتفویٰ کا ایک انقلابی قدم بیت التقویٰ کا قیام ہے جس کے تحت شہر بھر میں جامعہ کی فاضلات اور معلمات اپنے اپنے گھروں میں بیکھیوں اور خواتین کے لئے ناظرہ قرآن مجید اور بنیادی دینی تعلیم کا اہتمام کرتی ہیں۔ الحمد للہ 70 سے زائد گھروں میں یہ مدرسہ قائم ہے جس میں سینکڑوں بچیاں اور خواتین قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ اس انقلابی قدم کی تفصیلی پریزنسیشن اہلیہ سعید الرحمن صاحبہ نے پیش کی۔ اہلیہ عبدالقدوس صاحبہ نے قدیمات سے تبلیغی امور پر بات کی اور آخر میں قدیمات کی باقاعدہ تشکیل بھی کی گئی۔ ایک نئے وژن کے مطابق ”کمال“ کے نام سے شروع کئے گئے سکول کا تعارف اور اس کے اغراض و مقاصد پر مبنی تفصیلی پریزنسیشن اہلیہ مولانا عاطف کرامت صاحبہ نے پیش کی، معلمات کی طرف سے اہلیہ مولانا اویس صاحبہ نے بات کی آخر میں معلمین کے بیانات ہوئے۔

ظہر کی نماز کی آدائیگی کے بعد ظہرانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔

اس خوبصورت محفل کا اختتام 3 بجے ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور امت کے لئے ہدایت کا باعث بنائے آمین۔

پا جا سراغِ زندگی

بنت ایوب مریم

مفکر اسلام سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ دور حاضر کے ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے جگانے کی خوب کوشش کی۔ ان کی کتاب "ماذَا خَبَرَ الْعَالَمُ" عرب و عجم میں اپنی مقبولیت کے جھنڈے گاڑ چکی ہے۔ جس کے کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکے ہیں جب کہ اس کا اردو ترجمہ حضرت نے خود "ادنیا پر اسلام کے عروج و زوال کے اثرات" کے نام سے خود کیا ہے۔ عربی ورژن کے اسی سے زائد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی ایک دوسری کتاب "پا جا سراغِ زندگی" ہے۔ یہ کتاب آپ کے اُن خطبات اور تقاریر پر مشتمل ہے جو آپ نے تعلیمی سال کے آغاز پر دارالعلوم ندوہ و دارالعلوم دیوبند کے طلباء سے کیں۔ اس کتاب میں درج تقریریں طلباء کو حقیقی زندگی کا سراغ پانے میں معاونت کرتی ہیں۔ یہ آپ کے چشمہ فیض کا ایک نایاب گلدستہ ہے جس کی ہر تقریر پھولوں کی طرح الگ رنگ اور خوبصورت ہوئے ہوئے ہے۔

کتاب میں موجود تحریروں کی روائی اور سادہ اسلوب بتاتا ہے کہ انہیں لفظ کے تابنے بننے کی بجائے دل کی زبان سے ادا کیا گیا ہے۔ آپ نے اپنے تجربات اور مطالعہ کا نچوڑاں دردوسوز سے بیان کیا کہ پڑھنے والا ایک کیفیت میں بنتا ہو جاتا ہے۔ کتاب پر نقش تقریروں کی روائی میں طلباء کو سمجھانے اور کامیاب دیکھنے کی ترتیب واضح ہے۔ آپ نے اپنا علمی اثاثہ جس مخلصی سے طلباء کے سامنے کھول کر بیان کیا، اس سے پتا چلتا ہے کہ آپ علمی اداروں، مدارس اور طلباء کی مستحکم زندگی کے خواہاں تھے۔

اس کتاب کے مطالعہ کے دوران میری کیفیت بدلتی رہی اور علم و حکمت کے بہت سے دروا



ہوئے۔ کہیں اپنی ذات اہم لگتی کہ اسلام و ملت کے لیے یقیناً میں کچھ کر سکتی ہوں۔ کبھی مدارس کا حصہ نہ ہونا احساسِ محرومی کا احساس دلاتا اور بہت سی جگہ طلباء کو سمجھائی گئی باتوں پر وہ کیفیت بنی کہ گویا براہ راست مولانا سید ابو الحسن علی ندوی مجھے ہی سمجھا رہے ہیں۔ کتاب پڑھتے ہوئے دو طرح کے مزے ہوتے ہیں کہ قاری کتاب کے مطالعے سے سیر ہوتا ہوا اسے ایک ہی نشست میں مکمل کر لے یا پھر ہر جملہ دل میں اترتا محسوس ہوتا ہی سطر میں دو چار بار پڑھ کر ان سے محفوظ ہو۔ اس کتاب کے مطالعے میں دوسرے مزے کا سامنا ہوا۔ مفکر اسلام کی پر کیف تقریر میں پڑھتے ہوئے ایک کیفیت بنی رہی اور مطالعے سے لطف اٹھانے کا سنبھری موقع میسر آیا۔ کتاب کے اختتام کی طرف بڑھتے ہوئے کیفیت یکسر بدل چکی تھی جو کہ کتاب شروع کرنے سے پہلے تھی۔ کتاب کی تکمیل پر ایک طرح کا وکھ بھی ہوا کہ جس کتاب کو پڑھتے اتنا لطف آرہا تھا، وہ اختتام کو پہنچ چکی ہے۔ ایسا مواد جو قاری پر اپنے گہرے نقوش چھوڑ دے بہت کم تخلیق ہوتا ہے اور پھر قاری کو صحیح وقت پر یہ مطالعہ میسر آجائے، یہ خوش قسمتی کی بات ہے۔

دو طرح کے طلباء ہوتے ہیں کچھ کو والدین اپنی مرضی سے علوم سیکھنے بھیجتے ہیں اور کچھ اپنے شوق اور لگن کے باعث آگے بڑھ کر آسمان چھونے کی تمنا رکھتے ہیں: ان میں اپنی لگن سے بڑھنے والوں کے لیے نہایت زریں موقع ہوتے ہیں کیونکہ وہ آگے بڑھنے اور اوپنجی پرواز اڑنے کا حوصلہ بھی رکھتے ہیں۔ یہ طلباء عصرِ حاضر کے فتنوں سے خود کو محفوظ رکھتے ہوئے اپنی منزل کا تعین کر کے جہد مسلسل سے آگے بڑھتے ہیں۔ جن طلباء کی یہ صورت ہو کہ ظاہر اور باطن ہی ایک نہ ہو سکے وہ خود اپنی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہوتے ہیں۔

صف دل اور یکسوئی کے بغیر انسان کبھی بھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ پاتا۔ اخلاص اور اخلاق اور دنوں خوبیاں ہی انسان کی زندگی کو کندن بنادیتی ہیں۔ طلباء کے پاکیزہ ذوق و شوق علم و مطالعہ کی کنجی ہوتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ زمانہ کا دامن پھیلتا اور سمتا رہتا ہے، اس لیے آج کی نسل کے طلباء کو اپنے اجداد اور پرکھوں کی جہد کو آگے بڑھانے اور اپنا مقصد حیات پانے کے لیے اخلاص سے محنت اور ذاتی تعلق کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ طلباء ہی قوم کے مستقبل کا تعین کرتے ہیں۔ طلباء کو سنوار کر اسلام و ملت کے سنبھرے مستقبل اور درخشاں دور کی امید کی جاسکتی ہے۔ ان شا اللہ العزیز! میری تمام طلباء سے بالخصوص اور عامی عوام سے بالعموم درخواست ہے کہ ایک مرتبہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں تاکہ زندگی کے مقاصد اور مطالب سے آگاہی ہو۔



تہرہ کتب

کتاب کا نام: عظیم سپہ سالار سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

مؤلف: اشیخ ڈاکٹر محمد اصغر

تعداد صفحات: 465۔ قیمت: 400

ناشر: مکتبہ حبیب بن زید

تہرہ نگار: مولانا عبدالودود ربانی

انسانی تاریخ میں بڑے بڑے جریل گز رے ہیں جنہوں نے دنیا کے نقشے تدوینا کر کے رکھ دیے اور اپنے دور میں دشمن پر اپنی دھاک بٹھائے رکھی۔ متعصب یورپی مورخین ان میں صرف نپولین بوناپارٹ، جولیس قیصر اور چنگیز خان کو جانتے ہیں اور مسلم جرنیلوں اور سپہ سالاروں جن کی جرات و بہادری کے واقعات سے چشمِ فلک بھی انگشت بدنداں رہی اور تاریخِ جن کے فنونِ حرب اور جنگی کارناموں کی مثالوں سے بھری پڑی ہے سے دانستہ آنکھیں موond لیتے ہیں۔

اسلام کے ایسے ہی ایک عظیم سپہ سالار کو تاریخِ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نام سے جانتی ہے اسلام لانے کے بعد اسلام کیلئے لڑی جانے والی کوئی ایسی جنگ نہیں جس میں حضرت خالد بن ولید نے شرکت کر کے اپنی جنگی مہارت کا لوہانہ منوا یا ہو، آپؐ کی بے مثال کامیابیوں کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے آپؐ کو "سیف اللہ" یعنی اللہ کی تلوار کے لقب سے نوازا تھا۔ آپؐ رضی اللہ عنہ نے 125 کے تریب جنگوں میں حصہ لیا اور ان جنگوں میں آپؐ رضی اللہ عنہ کا شکر دشمن کی فوجی طاقت کے مقابلے میں نہ ہونے کے برادر ہوتا تھا لیکن ہر جنگ میں آپؐ رضی اللہ عنہ کی مدد و نصرت اور اپنی عدیم المثال جنگی حکمت عملی اور عسکری فہم و فراست کی بدولت فتح یاب ہوئے اور کسی میں بھی شکست نہیں کھائی۔ آپؐ نے چند سالوں میں دنیا کا نقشہ بدل کر تاریخِ عالمِ انسانیت کے نئے رخ متعین کئے۔

آپؐ رضی اللہ عنہ پیدائشی جنگجو سپاہی تھے۔ مورخین کے مطابق انہوں نے عربوں کے لیے جن علاقوں کو

فتح کیا وہ اب بھی ان کے پاس ہیں۔ جبکہ باقی عالمی فاتحین پولین، چنگیز خان، تیمور اور ہمہل نے جو علاقوں فتح کیے وہ ان کی زندگی میں ہی یا بعد میں ان سے چھٹن گئے۔ حضرت کے باوجود آپ کو شہادت نصیب نہ ہوئی کوئی طاقت اللہ کی تلوار کو نہ توڑ سکی۔ آپ بستر مرگ پر فرمایا کرتے تھے کہ ”اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے ساری زندگی اللہ کے دین کی سربندی کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے شمنوں کے خلاف جہاد کیا اور شہادت کی تلاش میں، میں اکیلا ہزاروں کے لشکروں میں گھس جاتا تھا اور اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر شمن کے خلاف لڑتا تھا لیکن افسوس کہ میری شہادت کی آرزو اور تمنا پوری نہ ہو سکی، حالانکہ میرے جسم پر کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں تلوار، تیر یا نیزے کے زخم کا نشان نہ ہو لیکن پھر بھی مجھے شہادت نصیب نہ ہوئی اور موت نے مجھے اس بستر پر آدبو چا۔“

زیر تبصرہ کتاب اسی عظیم جریل اور سپہ سالار کے خاندانی پس منظر، تعارف، تذکروں اور جتنی کارہائے نمایاں پر مشتمل ہے۔ کتاب ہذا میں کل 7 ابواب ہیں۔ پہلا باب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نام و نسب اور خاندانی پس منظر پر مشتمل ہے، دوسرے باب میں آپ کے قبول اسلام کا ذکر ہے، تیسرا باب خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اس عظیم سپہ سالار کے کارناموں پر مشتمل ہے، چوتھے باب میں فتوحاتِ عراق کو ذکر کیا گیا ہے، جس میں عراق پر حملہ کے اسباب و واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ پانچویں باب میں مصنف نے ملک شام پر لشکر کشی کے اسباب اور فتوحات کا ذکر کیا ہے۔ چھٹا باب امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ماتحت کر دینے کے اسباب و واقعات اور ابو عبیدہؓ کے زیرِ کمان آپ کی فتوحات کے ذکر پر مشتمل ہے ساتویں اور آخری باب میں آپ رضی اللہ عنہ کی وفات اور آخری آرامگاہ کو بیان کیا گیا ہے۔

فضل مؤلف نے امت مسلمہ اور اس کے نوہالان کو اپنی تاریخ سے روشناس کرنے کے لئے جس عظیم شخصیت اور اسلامی ہیر و کا انتخاب کیا قابل ستائش ہے، کتاب ہذا کا مطالعہ یقیناً پڑھنے والوں کو اپنے تابناک ماضی سے متعارف تو کرائے گا ہی، روشن مستقبل کے لئے بھی راہِ عمل متعین کرنے میں راہنمائی فراہم کرے گا۔

مضبوط جلد، کاغذ مناسب، تائشل جاذب نظر اور طباعت اعلیٰ ہے تاہم حوالہ جات کا زیادہ اہتمام نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فضل مؤلف کی کاوش کو قبول فرمائے اور امت کے لئے نافع بنائے۔ آمین



آپ کے مسائل کا حل

دارالافتاء والتحقیق

عشاء کے بعد کی چار رکعت کی فضیلت

سوال:۔ بعض اصحاب علم سے سنا ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے جو شخص عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد مسجد سے نکلنے سے پہلے چار رکعات نفل ادا کرے تو اسے لیلۃ القدر کے قیام کا ثواب ملے گا۔ کیا یہ بات درست ہے؟

جواب:۔ بسم اللہ حامد او مصلیاً

مذکورہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔ اس کے عربی الفاظ یہ ہیں: من صلی العشاء في جماعة، وصلی اربع رکعات قبل ان يخرج من المسجد کان کعدل لیلۃ القدر -
لجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث: 5239)۔ فتوی نمبر 15/76

کھڑے ہو کے پانی پینے کا حکم

سوال:۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں پتہ چل جائے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے کا کتنا عذاب ہے تو تم اپنے حلق میں ہاتھ ڈال کر اس پانی کو باہر نکال دو اور اگر اس وقت تم دیکھ لو کہ تمہارے ساتھ کتنی خوفناک شکل والا شیطان منہ لگا کر پانی پینتا ہے تو تم پانی پینا ہی چھوڑ دو۔ کیا یہ حدیث ہے؟

جواب:۔ بسم اللہ حامد او مصلیاً

مذکورہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ تو نہیں ملی، البتہ اس سے ملنے جلتے الفاظ ملے ہیں۔ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو کر پانی

پینے والا اگر یہ جان لے کہ اس کے پیٹ میں کیا جا رہا ہے تو وہ اس کو تے کر کے نکال دے (مند بزار: 8050)

ترجمہ: اگر کھڑے ہو کر پانی پینے والا یہ جان لے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ تے کر دے حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر پانی پینے دیکھا تو فرمایا کہ تے کر دو، اس نے وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم کو پسند ہے کہ بلی تمہارے ساتھ پانی پیے؟ اس نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا بلی سے بھی بدتر چیز نے تمہارے ساتھ پیا اور وہ شیطان ہے۔

مذکورہ احادیث کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت کے بارے میں ہیں جب کہ بعض احادیث کھڑے ہو کر پانی پینے کے بارے میں بھی آئی ہیں۔ ترجمہ: حضرت نزال رض سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت علی رض باب الرحیب پر آئے تو کھڑے ہو کر پانی پیا پھر فرمایا کہ بعض لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو ناپسند رکھتے ہیں اور میں نے آپ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا جیسا تم لوگ مجھے کرتے ہوئے دیکھ رہے ہو۔ (فی البخاری: 2/357)

ترجمہ: حضرت نزال بن ببرہ رض حضرت علی رض کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رض نے نماز پڑھی پھر لوگوں کے مسائل سننے کے لئے کوفہ کے میدان میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا پھر پانی لا یا گیا تو آپ نے پانی پیا اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا اور سراور پاؤں کا بھی ذکر کیا پھر حضرت علی رض کھڑے ہوئے اور کھڑے کھڑے بچا ہوا پانی پیا اور حضرت علی رض کہا کہ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو ناپسند سمجھتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا جیسا میں نے کیا، اس سے معلوم ہوا کہ ذخیرہ حدیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت کی بھی احادیث آئی ہیں اور کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز کی بھی روایات موجود ہیں۔ محدثین نے ان احادیث کو جن میں کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت ہے کراہت تزریقی پر محول کیا ہے اور جن احادیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے کا ذکر ہے ان کو جواز پر محول کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ بلاعذر کھڑے ہو کر پانی پینا کروہ تزریقی ہے۔ فتویٰ نمبر 15/70

سوال:- حضرت محمد ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں پتہ چل جائے کہ کھڑے ہو کر پانی پینے کا کتنا عذاب ہے تو تم اپنے حلق میں ہاتھ ڈال کر اس پانی کو باہر نکال دو اور اگر اس وقت تم دیکھو لو کوہ تمہارے ساتھ

کتنی خوفناک شکل والا شیطان منہ لگا کر پانی پیتا ہے تو تم پینا ہی چھوڑ دو۔ کیا یہ حدیث ہے؟۔

جواب:- بسم اللہ حامد او مصلیا

مذکورہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ تو نہیں ملی البتہ اس سے ملتے جلتے الفاظ ملے ہیں؛

عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ لو یعلم الذی یشرب

(مندرجہ: 7808)

وهو قائم ما فی بطنه لاستقاء۔

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ہو کر پانی پینے والا اگر یہ جان لے کہ اس کے پیٹ میں کیا جا رہا ہے تو وہ اس کو ق کر کے نکال دے۔

لو یعلم الذی یشرب قائمًا ماذا علیه لاستقاء (مندرجہ: 8050)

ترجمہ:- اگر کھڑے ہو کر پانی پینے والا یہ جان لے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ ق کر دے۔

عن ابی زیاد الطحان قال سمعت ابا هریرۃ يقول عن النبی ﷺ انه رأى رجلا

یشرب قائمًا فقال له قه قال لهم: قال ايسرك ان یشرب معك الهر؟ قال لا قال فانه

قد یشرب معك من هو شر منه الشیطان۔

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر پانی پینے

دیکھا تو فرمایا کہ ق کر دو، اس نے وجہ پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو پسند ہے کہ ملی تمہارے ساتھ پانی پیئے؟ اس نے کہا نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملی سے بھی بدتر چیز نے تمہارے ساتھ پیا اور وہ شیطان ہے۔

مذکورہ احادیث کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت کے بارے میں ہیں جب کہ بعض احادیث

کھڑے ہو کر پانی پینے کے بارے میں بھی آئی ہیں جیسے:

عن النزال قال اتی على علی باب الرحبة فشرب قائمًا فقال ان ناسا يکرہ

احدهم ای یشرب وهو قائم وانی رایت النبی ﷺ فعل کما رائیتی تو

فعلت۔ (ابخاری 2/257)

ترجمہ:- حضرت نزال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باب الرحبة پر آئے

تو کھڑے ہو کر پانی پیا پھر فرمایا کہ بعض لوگ کھڑے ہو رکر پانی پینے کو ناپسند سمجھتا ہے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا جیسا تم لوگ مجھے کرتے ہوئے دیکھ ہو رہے ہو۔

ایضاً

حدائق عبد الملک بن میسر قاسم حفظہ اللہ علیہ السلام عن علی بن ابی طالب انه صلی اللہ علیہ وسلم قد عد في حوايج الناس في رحبة الكوفة حتى حضرت صلوة العصر ثم اتى بماء فشرب وغسل وجهه ويديه وذكر رائسه ورجليه ثم قام فشرب فضله وهو قائم ثم قال ان ناسا يكرهون الشرب قائموا وان النبي ﷺ صنع مثل ما صنعت.

ترجمہ:- حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ علیہ حضرت علی بن ابی طالب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب نے نماز پڑھی پھر لوگوں کے مسائل سننے کے لئے کوفہ کے میدان میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آگیا پھر پانی لا یا گیا تو آپ نے پانی پیا اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھو یا اور سراور پاؤں کا بھی ذکر کیا پھر حضرت علی بن ابی طالب کھڑے ہوئے اور کھڑے کھڑے بچا ہوا پانی پیا اور حضرت علی بن ابی طالب نے کہا کہ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو ناپسند سمجھتے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کیا جیسا میں نے کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ذخیرہ حدیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت کی بھی احادیث آئی ہیں اور کھڑے ہو کر پانی پینے کے جواز کی بھی روایات موجود ہیں، محدثین نے ان احادیث کو جن میں کھڑے ہو کر پانی پینے کی ممانعت ہے کراہت تنزیہ پر محمول کیا ہے اور جن احادیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے کا ذکر ہے ان کو جواز پر محمول کیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ بلا عذر کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ تنزیہ ہے۔ چنانچہ اوج المساک

14/315 میں ہے:

الخامس: النهي للتنزية والفعل لبيان الجواز وهو مختار النووي والسيدي في
حواشى المشكاة والسيوطى فى شرح السنن وغيرهم وهو مختار اكثرا اصحابنا الحنفية

حتی ان الحلبی نقل علیہ الاجماع۔۔۔ فقط والله تعالیٰ اعلم
ٹیوانکلوانے کا حکم

سوال: کیا ٹیوانکلوانا جائز ہے؟ اس میں یہ ہوتا ہے کہ کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ کسی دم کرنے والے کے پاس جاتے ہیں کہ وہ بتادے گا کہ وہ کہاں ہے۔ اور بعض اوقات جہاں کا وہ بتاتے ہیں وہاں سے وہ چیز مل بھی جاتی ہے، میری خالہ کا ہار گم ہوا تو ایک صاحب نے بتایا کہ آپ کے سرال والوں نے اٹھایا ہے اور ٹرنسک میں رکھا ہے تو وہاں سے ملا۔ تو کیا یہ پوچھنا جائز ہے؟

جواب: بسم اللہ حامد و مصلیاً

مذکورہ ترکیب اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس ترکیب سے جس کا چور ہونا معلوم ہوا سے مخفف اس ترکیب کی بنیاد پر چور نہ سمجھا جائے بلکہ یہ ترکیب یا تو اس لئے اختیار کی جائے کہ اس کے ذرکر وجہ سے جو حقیقی چور ہے وہ از خود چوری کی ہوئی چیز کسی طرح واپس کر دے اور یا اس لیے اختیار کی جائے کہ جس کے پاس یا جس جگہ اس ترکیب کے ذریعے چوری شدہ چیز کا ہونا معلوم ہوا ہے اس شخص کی یا اس جگہ کی تلاشی غیرہ کے نتیجے میں چوری شدہ چیز برآمد ہو جائے ورنہ مخفف اس ترکیب کی بنیاد پر اسے چور نہ سمجھا جائے، لیکن عوام عام طور سے ان شرائط کا خیال نہیں رکھتے بلکہ مخفف اس ترکیب کی وجہ سے جس کا نام نکل آئے اسے پا چور سمجھتے ہیں جو کہ خلاف شرع ہے لہذا ایسی ترکیب اختیار کرنے سے احتیاط ہی کی جائے۔

القول الجمیل شرح شفاء العلیل ص 289 میں ہے؛ ویجب علی من اطلع على السارق بامثال هذا ان لا يجزم بسرقة ولا يشیع فاحشته بل يتبع بالقرائن، قال الله تعالى؛ ولا تقتف مالیس لك به علم۔

اما دلقتاوي 4/86 میں ہے:

سوال: زید قرآن شریف کی کوئی آیت پڑھ کر ایک برتن پر دم کرتا ہے ایک دوسرا شخص اس برتن کو پکڑ لیتا ہے پھر برتن میں ایک قسم کی حرکت پیدا ہوتی ہے اگر کسی ساحر نے اس پر سحر کیا ہے تو جہاں سحر ہے وہاں چلا جاتا ہے اور اگر کسی درخت پر دخالت پر چڑھنا چاہتا ہے اگر کسی کا مال چوری ہوا ہے تو

کہاں مال ہے وہاں پر چلا جاتا ہے، یہ زید کا عمل جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اگر حرام ہے تو کس دلیل سے؟
 الجواب:- عمل فی نفسہ جائز ہے، اب یہ دیکھنا چاہئے کہ کسی امر ناجائز کی طرف مفہی تو نہیں ہوتا، یا ہوتا ہے، اگر ہوتا ہے تو اس عارض کی وجہ سے لغیرہ ناجائز ہو جائے گا مثلاً اس عمل کے ذریعہ سے کسی شخص کو چور سمجھنا جو کہ خلاف ہے نص ”ولاتقف مالیس لک بہ علم“ کے کیونکہ علم سے مراد دلیل شرعی ہے اور ایسے اعمال دلیل شرعی نہیں اور اگر امر ناجائز کی طرف مفہی نہیں ہوتا تو پھر بالکل جائز ہے مثلاً اس امر کے ذریعہ سے مال مل جانا یا سحر باطل ہو جانا۔

خلاصہ یہ کہ یہ (عمل) فی نفسہ جائز اور اگر مقدمہ حرام کا بن جائے تو ناجائز۔

امداد الفتاوی جدید 8/536 میں ہے:

چوری برآمد کرنے کے لئے عملیات

سوال:- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دزد کے معلوم کرنے کی ترکیب لکھی ہے اور یہاں بعض بزرگ یہی ترکیب کرتے ہیں کہ دزد معلوم کرنے کے لئے ایک آیت بیضہ مرغ پر لکھتے اور پھر سورۃ یسین یا کوئی اور سورت پڑھتے ہیں اور ایک چھوٹے لڑکے سے بیضہ کو دھکلواتے ہیں، وہ لڑکا اس انڈے میں دیکھ کر بتلاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں چیز لئے ہوئے ہے، اس ترکیب سے بعضی چیزیں لوگوں کو مل گئی ہیں، دزد کا پتہ لگ گیا ہے، ایسی ترکیب کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس ترکیب پر یقین نہ کرے، قرآن کا اتباع کرے کہ یقین کرنا، جائز نہیں حالانکہ یقین یا یاظن غالب پیدا کرنے کے لئے ایسا ہو رہا ہے؟

جواب:- نہیں؛ بلکہ اس لئے ہے کہ جس کا اس طرح سے پتہ لگے اس کا تفہص بطریق شرعی کریں

لیکن عوام اس حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔

امداد الفتاوی جدید 8/537 میں ہے:

سوال تتمہ سوال بالا؛ یہ عمل کیسا ہے؟

جواب:- میرے نزدیک بالکل ناجائز ہے اس لئے کہ عوام حد تفہص سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔

فتاویٰ عثمانی 1/276 میں ہے:

سوال:- چور یا گم شدہ چیز معلوم کرنے کے بارے میں بعض ٹوکرے اور منتر، حیلے وغیرہ شرعا درست ہیں یا نہیں؟ اور کیا یہ معتبر ہیں یا نہیں؟

جواب:- اس قسم کے اعمال شرعاً جحت نہیں ہیں ان پر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔

فتاویٰ رشیدیہ ص 602 میں ہے:

سوال:- نام نکلوانا جو طریقہ عاملوں کا ہے سورۃ یسین وغیرہ پڑھ کر لوٹا وغیرہ گھومتا ہے کسی شخص معین کے نام پر یہ نام نکالنا اور اس پر اعتقاد کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- عمل کرنا اس غرض سے کہ چور خوف کر کے سرقہ دیدیو ہے تو درست ہے اور اس وجہ سے کہ اس سے حال چور کا معلوم ہوتا ہے درست نہیں کہ علم غیب نہیں ہو سکتا۔

سیرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

سوال:- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کیا ہے؟ - قرآنی آیات اور وہ احادیث جو صحاح تر میں ہوں بیان فرمادیں۔

جواب:- بِسْمِ اللّٰهِ الْحَمْدُ لَهُ وَمُصَلِّی

قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل میں بہت سی آیات نازل ہوئی ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں تو وہ بھی ان فضائل کے مستحق ہوں گے ان میں سے ایک آیت یہ ہے:

لَا يُسْتُوْيُ مِنْكُمْ مِنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ درجَةً مِنَ
الَّذِينَ انْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقْتِ لِوَادِي الْأَوْلَى الْمُحْسِنُونَ (الْمُدْرِيد: 10)

ترجمہ:- تم میں سے جنہوں نے (مکہ کی) فتح سے پہلے خرچ کیا، اور لڑائی لڑی وہ (بعد والوں کے) برابر نہیں ہیں وہ درجے میں ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعد خرچ کیا، اور لڑائی لڑی۔ یوں اللہ نے بھلائی کا وعدہ ان سب سے کر رکھا ہے۔

انَّ الَّذِينَ سَبَقُوكُمْ لَهُمْ مِنَ الْحَسْنَى أُولَئِكَ عَنْهَا مَبْعَدُونَ۔ (الأنبياء، 101)



ترجمہ:- (البہت) جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے بھلائی پہلے سے لکھی جا چکی ہے (یعنی نیک مومن) ان کو اس جہنم سے دور رکھا جائے گا۔

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چاہے فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے ہوں یا فتح مکہ کے بعد سب بے شک اہل جنت ہیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی دوزخ میں داخل نہیں ہو گا" اس لیے کہ پہلی آیت مذکورہ میں لفظ منکم کا مصداق اور مخاطب یہی حضرات ہیں اور ان تمام حضرات کے لیے جنت کا وعدہ فرمایا گیا ہے پھر لوگوں کے حق میں حصی (یعنی جنت) سابق ثابت ہو چکی ہے وہ دوزخ سے دور کئے جائیں گے، لہذا یہ مخاطبین تمام کے تمام حسب وعدہ الہی جنت کے مستحق ہیں اور دوزخ سے دور کر دیے گئے ہیں اور اللہ کریم کا وعدہ سچا ہے وہ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔

الصواعق البحرقة على اهل الرفض والضلال والزندقة للشيخ ابن حجر
الهیثمی 2/609 میں ہے:

الصحابۃ کلہم من اهل الجنة قطعاً قال تعالیٰ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجة من الذين انفقوا من بعده وقاتلوا وكلوا عدالله الحسنی . و قال تعالیٰ، ان الذين سبقت لهم منا الحسنة اولئک عنهم مبعدون، فثبتت ان جميعهم من اهل الجنة و انه لا يدخل احد منهم النار لأنهم المخاطبون بالآلية الاولى التي اثبتت لكل منهم الحسنة وهي الجنة

اور احادیث میں بھی آپ کے فضائل بیان ہوئے ہیں چنانچہ

صحیح بخاری (کتاب الجہاد، باب ما قيل في قتال الروم، ح: 2924) میں ہے:

اول جیش من امتی یغزوں البحر قد اوجبو

ترجمہ:- میری امت کا پہلا شکر جو سمندر میں جہاد کرے گا، ان (مجاہدین) کے لئے (جنت)

واجب ہے۔

یہ جہاد سیدنا عثمان بن عثیمین (کی خلافت) کے زمانے میں ہوا تھا اور اس لشکر کے سپہ سالار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ عدۃ القاری شرح صحیح البخاری 14/198 میں ہے:

ذکر معناہ قوله (اول جیش من امتی یغزون البحر) ارادہ جیش معاویہ،
وقال المهلب؛ معاویہ اول من غزا البحر، وقال ابن جریر؛ قال بعضهم، كان ذلك في
سنة سبع وعشرين، وهي غزوة قبرص في زمن عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه
وقال الواقدي؛ كان ذلك في سنة ثمان وعشرين، وقال أبو معشر؛ غزاها في سنة
ثلاث وثلاثين، وكانت ام حرام معهم۔

سنن ترمذی (ابواب المناقب، باب مناقب معاویۃ بن ابی سفیان ح: 3868) میں ہے:
عن عبد الرحمن بن ابی عمیرۃ، وکان من اصحاب رسول الله صلی الله علیہ وسلم عن النبی ﷺ (انه قال لمعاویۃ اللهم، اجعله هادیاً وامهداً واهدبه۔

ترجمہ:- حضرت عبد الرحمن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ دعا فرمائی اے اللہ انہیں راہ حق کی طرف بلانے والا، ہدایت یافتہ بنا اور انکے ذریعہ اور وہ کو ہدایت دے۔

سنن ترمذی، ابواب المناقب معاویۃ بن ابی سفیان، ح 3869 میں ہے:
عن ابی ادریس الخولانی قال (لما عزل عمر بن الخطاب) عمر بن سعد عن حمص ولی معاویۃ، فقال الناس: عزل عمیراً و ولی معاویۃ، فقال عمر: لا تذکروا معاویۃ الا بخیر، فلما سمعت رسول الله ﷺ يقول اللهم اهدبه۔

ترجمہ:- حضرت ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ نے فرمایا جب حضرت عمر بن عثیمین نے حضرت عمر بن سعد رضی اللہ عنہ کو حمص سے معزول کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ولی بنا یا تو لوگ چہ مگوئیاں کرنے لگے کہ عمر بن عثیمین کو معزول کر دیا اور معاویہ کو ولی بنا دیا حضرت عمر بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو صرف اچھے الفاظ سے بنا دکرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنائے کہ اے اللہ معاویہ کے

ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے۔

فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل فضائل معاویة بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما، ح 1748، 913/2 میں ہے:

عن العرباض بن ساریۃ السلمی قال؛ سمعت رسول اللہ ﷺ وہو یدعونا الی السحور فی شهر رمضان قال؛ هلموا الی الغداء المبارک ثم سمعته یقول؛ اللهم علم معاویة الکتاب والحساب وقه العذاب۔

ترجمہ:- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا جب کہ آپ ﷺ رمضان کے مہینے میں سحری کے لئے بلار ہے تھے فرمائے لگے مبارک کھانے کے لئے آجائو پھر میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے میرے اللہ معاویہ کو کتاب و حساب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔ صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب ذکر معاویہ، ح: 3554 - 3/1373 میں ہے:

قیل لابن عباس؛ هل لك في امیر المؤمنین معاویة فانه ما اوتر الا بواحدة قال؛ اصحاب، انه فقيه۔

ترجمہ:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں وہ ایک رکعت و ترپڑتے ہیں تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ معاویہ نے (جو کیا) درست کیا کیونکہ وہ فقیہ (قرآن و حدیث کے ماہر عالم) ہیں۔

تاریخ دمشق لابن عساکر فی ذکر ابراہیم بن میسرة الطائی، 7/231 میں ہے؛
ابراهیم بن میسرۃ قال ما رأیت عمر بن عبد العزیز ضرب احداً فی خلافته
غیر رجل واحد تناول من معاویة فضربه ثلاثة اسواط۔

ترجمہ:- حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو اپنی خلافت کے زمانے میں کسی شخص کو مارتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے ایک شخص کے جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دی تھیں انہوں نے اسے تین کوڑے مارے۔

تجھیہ:- حدیث کے صحیح ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ صحاح ستہ میں ہو کیونکہ صحاح ستہ کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیث کی کتابیں ایسی ہیں جن میں صحیح حدیثیں ہیں لہذا صرف صحاح ستہ سے حدیث کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ فقط اللہ تعالیٰ عالم۔

مسلمان کے لیے غیر مسلم کی مٹھائی کھانے کا حکم

سوال:- حضرت ہمارے ساتھ ایک لڑکا کام کرتا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس کے ہاں بچے کی پیدائش ہوئی اور اس نے سب کو مٹھائی دی ہے اس خوشی کے موقع پر کیا ہم وہ مٹھائی کھا سکتے ہیں؟ راہنمائی فرمادیں۔

جواب:- بسم اللہ حامدأو مصلیاً

غیر مسلم کے ہاں بچے کی پیدائش کی خوشی میں ان کی طرف سے جو مٹھائی دی جائے اسے کھا سکتے ہیں۔ فتاویٰ رحیمیہ ج 10 ص 241 میں ہے:

سوال: ہندو کی کھانا (بیان) وغیرہ کی شیرینی اپنی وعظ وغیرہ کی شیرینی نیاز جیسی ہوتی ہے، وہ مسلمان کھا سکتا ہے؟ ہندو برادر تیرتھ سے آخر تبرک بھیجتے تو وہ مسلمان کھا سکتا ہے؟۔

الجواب: ہندو کی کھانا (بیان) وغیرہ کی شیرینی کھانا جائز ہے۔ مگر خلاف احتیاط ہے ہاں اگر شیرینی دیو۔ دیوتا وغیرہ وغیر اللہ کی نذر و نیاز کی قسم کی ہو تو کھانا حلال نہیں ہے ان کے تیرتھ جاترا (جیسے مسلمانوں کے حج کے) تحفے کو تبرک نہ سمجھتے تو لینے میں حرج نہیں۔ فتویٰ نمبر 14/242



اصحابی کالنجوم

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں سوال کیا جو میرے بعد ہو گا تو میری طرف وہی کی گئی کہ اے محمد ﷺ تمہارے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی مانند ہیں بعض بعض سے تو ہیں اور ہر ایک کے لئے نور ہے اپنے اختلاف میں وہ جس موقف پر ہیں ان میں سے کوئی کو اختیار کرے وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایہ میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں ان میں سے کس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (مشکوہ)

تیشنگان علوم دینیہ کے لئے خوشخبری

إِحْدَافُ الْقَادِيِّ

بِشَرْتِيبِ شِرْحِ مُسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةِ لِمَلَّا عَلَيْهِ الْقَارِيُّ

اعتنى به

مُحَمَّد سَلِيمُ الْحَقَّانِيُّ

قَدَّمَ لَهُ

أَخْيَرُ أَحْمَدُ بْنُ الشِّكُورِ

جعفر بن طوماً احمد بن جعفر بن الحسن العلامة الاسلامية بورقي بازن راشي

صَارَ السَّعَادَةُ

درجہ سادسہ میں پڑھائی جانے والی امام ابوحنیفہ کی حدیث کی کتاب "مسند الامام الاعظم" کو مولانا عبدالستاد ھی نے فقہی ابواب پر مرتب کیا۔

جب کہ ملا علی قاری نے اس کی شرح مسند جو کہ مفتی سلیم الحقانی صاحب استاذ الحدیث جامعہ دارالتسقی لاہور نے تقریباً ساڑھے چار سو سال بعد تین مخطوطات کے ساتھ تقابل کرنے کے بعد فقہی ابواب پر مرتب کی ہے۔

اللهم شاہزاد بہت جلد ہی زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آرہی ہے۔

جامعة دارالتعوی لاهور میں

تقریب ختم

بَارِي شَرِيف

(شعبۂ شین)

تباریخ: 13 فروری 2022 بروز اتوار بوقت: صبح 10:00 بجے

مہماں خصوصی

فضیلۃ اللہ الشیخ

قاری محمد حنفی جالندھری

دفاقت المدرس العربیہ

اکابر علماء کرام

لارہتے ہیں
تشریف

صرف مدد حضرات تشریف لائیں اور اس با برکت مجلس سے مستفید ہوں

مسجد الدلال، نیو چوبرجی پارک لاهور

